ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہٗ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۲ جنوری سنہ ۱۹۶۰ء

ہدیہ چار آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۶۰ء | شمارہ ۳۷

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عام طور پر برّصغیر ہند و پاکستان میں ۲۷ رجب المرجب کی رات کو معراج شریف کی تقریب منائی جاتی ہے۔ آج ۲۳ رجب المرجب ہے۔ آئندہ شمارہ ۲۷ رجب المرجب کے بعد شائع ہوگا۔ اس لئے ہم اسی شمارہ میں معراج شریف کے متعلق اپنی معروضات پیش کرتے ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہؐ کو معراج شریف ہوا۔ معراج شریف کا ذکر قرآن مجید میں مختصراً اور احادیث میں تفصیلاً آتا ہے۔ دونوں کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف کی رات اس جسدِ عنصری کے ساتھ مسجد الحرام (مکہ معظمہ) سے مسجدِ اقصےٰ (بیت المقدس) تک اور وہاں سے بارگاہ رب العزت میں پہنچایا گیا۔ جبرائیلؑ ہم رکاب تھے۔ مسجدِ اقصیٰ میں آپؐ نے انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی۔ مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاءؑ نے آپؐ کو خوش آمدید کہا۔ واپسی پر امت کے لئے اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو نماز جیسا بیش بہا تحفہ عطا فرمایا۔ اسی لئے آپؐ نے نماز کو معراج المومنین فرمایا ہے۔

معراج شریف کس سال اور کس مہینہ میں ہوا۔ اس کے متعلق روایات میں اختلاف ہے۔ سال کے متعلق دس اور مہینہ کے متعلق چھ روایات ہیں۔ اس اختلاف سے ثابت ہوتا ہے کہ قرون اولےٰ میں مسلمان معراج شریف کے موقعہ پر نہ کوئی تقریب مناتے تھے۔ نہ رات کو چراغاں اور دن کو جلوس کا اہتمام کرتے تھے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں مسلمان نام ونمود کی بجائے سرتاپا عمل اور اخلاص کا پتلا تھا۔ وہ معراج شریف کی رات چراغاں اور دن کو جلوس کی بجائے رسول اللہؐ کے لائے ہوئے تحفۂ نماز کی دل سے قدر کرتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ نماز ہی میں میری دنیا اور آخرت کی فلاح کا راز مضمر ہے۔ اس لئے وہ سفر اور حضر۔ امن اور جنگ۔ عُسر اور یُسر۔ صحت اور بیماری غرضیکہ ہر حالت میں نماز کی پابندی کرتا تھا۔ اس کے نزدیک نماز کا ترک ہو جانا اسکے گھر بار اور اہل و عیال کی تباہی سے زیادہ تکلیف دِہ تھا۔ صحابہ کرام رضؓ تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہوگا۔ جس کی کبھی نماز قضا ہوئی ہو۔ اب ہماری یہ حالت ہے کہ بمشکل پانچ فیصدی مسلمان نمازی ہونگے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے نماز کا پابند مسلمان اب بھی خلاف شریعت کاموں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ نام و نمود کے موقعوں پر زیادہ تر بے نماز مسلمان ہی پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اقبال مرحوم ٹھیک فرما گئے ہیں ؎

تمہیں آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارا

معراج شریف کے موقعہ پر چراغاں اور جلوس کی بجائے ہر مسلمان کو رسول اللہؐ کے نقش قدم پر چلنے کا عہد کرنا چاہیئے اسی میں اس کی دنیا اور آخرت کی فلاح کا راز مضمر ہے ؎

کی محمدؐ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو رسول اللہؐ کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت خواجہ علی ہجویریؒ

حضرت خواجہ علی ہجویریؒ غزنی کے رہنے والے تھے۔ آپ کا شمار اکابر اولیاءؒ کرام میں ہوتا ہے۔ آج سے تقریباً نوسو سال قبل آپؒ لاہور تشریف لائے۔ اور تشنگانِ ہدایت کو زندگی بھر شاد کام کرنے کے بعد محبوب حقیقی سے جا ملے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّآ اِلَیْہِ رَاجِعُون۔

گذشتہ چند ماہ میں آپؒ کے مزار کے متعدد متولی بد اخلاقی کے جرائم میں گرفتار ہو کر سزایاب ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ مزار کے غیر تسلی بخش انتظام اور اس کی جائداد کے خورد برد ہونے کے متعلق متعدد شکایات حکومت کو موصول ہو رہی تھیں جو تحقیقات کرنے کے بعد درست پائی گیئں۔ اس لئے صوبائی حکومت نے ۱۱ جنوری ۱۹۶۰ء کو خواجہ صاحبؒ کے مزار کا انتظام خود سنبھال لیا ہے۔ اور ساتھ ہی ساری منقولہ اور غیر منقولہ جائداد کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ حکومت نے یہ اقدام وقف جائدادوں کے متعلقہ آرڈی ننس کے تحت کیا ہے آئندہ کے لئے مزار کے انتظام کے لئے ایک کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے۔ جس کے رکن ڈپٹی کمشنر لاہور۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور اور سٹی مجسٹریٹ لاہور ہوں گے۔ سٹی مجسٹریٹ اس کمیٹی کے سکرٹری اور مزار کے مینیجر ہونگے۔

ہم صوبائی حکومت کے اس اقدام کا دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ بزرگانِ دین اپنی مبارک زندگیوں میں جو چشمۂ فیض جاری کر جاتے ہیں۔ ان کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اسپر اکثر ان کی ناخلف اولاد قابض ہو جاتی ہے۔ بالآخر ان کی اولاد کی نااہلی کے باعث یہ چشمۂ فیض خشک ہی نہیں ہو جاتا۔ بلکہ بُرائی کا اڈہ بھی بن جاتا ہے۔ جہاں ان مقبولینِ بارگاہ الٰہی کی زندگی میں شیطان کو جوتے پڑتے تھے وہاں ان کے بعد شیطان ناچتا نظر آتا ہے۔ خواجہ علی ہجویریؒ کے مزار کے بعض متولیوں کی بد اخلاقی کے آئے دن جو واقعات اخبارات میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ ان کو دیکھ کر یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہاں بھی شیطان کا تسلط ہو چکا تھا۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت کے اس اقدام سے وہاں سے نہ صرف بُرائی اور جرائیم کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بلکہ آئندہ مزار کی آمدنی بھی نیک کاموں میں صرف ہوگی۔ اس سے خواجہ صاحبؒ کی روح کو جو سرور حاصل ہوگا۔ وہ حکومت کے لئے بھی باعثِ خیر و برکت ہوگا۔

باقی صفحہ ۲۰ پر

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۶ر رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ر جنوری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْدُ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچواں پہلو

حضور انورؐ سارے جہان کیلئے رحمت ہیں

اعلان شاہنشاہی

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ سورۃ الانبیاء ۷، پ ۱۷۔ ترجمہ اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس سے بڑھ کر اور کوئی اعزاز نہیں ہو سکتا

جب خالق الخلق مالک الملک اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و عزاسمہٗ خود ارشاد فرما رہا ہے کہ سارے جہان کے لئے حضورؐ انور کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی بڑا اعزاز ہو ہی نہیں سکتا۔ اور

عالمین کے لفظ میں حیوانات بھی شامل ہیں

حضور انورؐ کی حیوانات پر رحمت کے واقعات ملاحظہ ہوں۔

ہرنی پر رحمت

وَاسْتَعَانَتْ ظَبْيَةٌ قَدْ شَدَّهَا
جَاهِلٌ رَامَ اقْتِنَاصًا فَاحْتَبَلْ

ترجمہ۔ ایک ہرنی نے آپؐ سے فریاد کی۔ جس کو ایک ایسے شکاری نے باندھ رکھا تھا جو بارادہ شکار (اس کو پھانس چکا تھا) اور) وہ پھنس گئی تھی۔

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَطْلِقْنِيْ اَعُدْ
بَعْدَ اِرْضَاعِيْ لِخِشْفٍ مُنْخَزِلْ

ترجمہ۔ اے خدا کے نبیؐ آپ مجھ کو کھول دیجئے۔ تاکہ میں اپنے ضعیف اور چھوڑے ہوئے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں۔

حَلَّهَا تَعْدُوْا وَتَتْلُوْا اَنَّهٗ
خَاتَمُ الرُّسْلِ وَحَلَّالُ الْعُضَلْ

ترجمہ۔ آپؐ نے اس کو کھول دیا تو وہ دوڑتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی چلی کہ آپؐ یقیناً آخری پیغمبرؐ اور مشکلوں کی گرہ کھول دینے والے ہیں۔

ثُمَّ عَادَتْ تَقْتَفِيْ اٰثَارَهَا
لِلْاِسَارِ مَا اَخَلَّتْ بِالْاَجَلْ

ترجمہ۔ پھر پچھلے پیروں لوٹ کر قید ہونے کے لئے آ گئی اور وعدے کی مدت میں کچھ بھی خلل نہ ڈالا۔

ثُمَّ خَلَّاهَا تَصِيْحُ فِي الْفَلَا
تُعْلِنُ التَّوْحِيْدَ جَهْرًا لَا تَمَلّْ

ترجمہ۔ پھر آپ نے (باجازت شکاری) اس کو چھوڑ دیا کہ وہ جنگل میں چیخ چیخ کر توحید خداوندی کا اعلان کرتی اور نہ تھکتی تھی۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے انسانوں کے لئے رحمت ہیں۔ ویسے ہی حیوانات کے لئے بھی رحمت ہیں۔

ایک اونٹ پر شفقت

وَالْبَعِيْرُ اِذْ اَرَادُوْا نَحْرَهٗ
جَاءَ وَالتَّجَابِيْنِ تَنْهَمِلْ

ترجمہ۔ ایک اونٹ کے مالکوں نے اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو وہ آپؐ کے پاس اشکبار آنکھوں سے آیا۔

ثُمَّ فِيْ اُذْنَيْهِ نَاجٰى مُفْصِحًا
مَا بِهٖ مِنْ اَزْمَةِ الْبَلْوٰى نَزَلْ

ترجمہ۔ اور وہ مصیبت گوش گزار کی جو اس پر پڑی تھی

فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ خَلَّاهُ سُدًى
لَا يُعَنّٰى فَهُوَ مِنْ حُرِّ الْجَمَلْ

ترجمہ:۔ آپؐ نے اس کو لے کر بے مہار چھوڑ دیا۔ تو وہ آزاد ہو کر پھرنے لگا۔

یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے۔ جس کو طبرانی اور ابونعیم نے بروایت یعلیٰؓ بن مرہ بیان کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو ایک اونٹ کو چلاتے ہوئے دیکھا۔ اونٹ نے آپؐ کو سجدہ کیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ہم کو سجدہ کرنے کا اونٹ کی نسبت زیادہ حق حاصل ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال تک خدمت کی۔ اب جبکہ میں بوڑھا ہو گیا۔ تو انہوں نے میری خوراک کم کر دی اور کام زیادہ لینا شروع کر دیا۔ اب ان کے یہاں ایک تقریب ہے۔ تو انہوں نے چھری لے کر میرے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضورؐ نے اونٹ کے مالکوں سے یہ سرگذشت کہلا بھیجی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ خدا کی قسم اس نے بالکل سچ کہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ تم اس کو میرے لئے چھوڑ دو۔ (چنانچہ چھوڑ دیا گیا)

ضروری نوٹ:۔ یہ دونوں واقعے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کی کتاب (لامیۃ المعجزات) سے لئے گئے ہیں۔

اپنے رحمت ہونے کے متعلق حضورؐ کا اپنا اعلان

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ (رواہ الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ سوائے اس کے نہیں کہ میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) بھیجی ہوئی رحمت ہوں

چھٹا پہلو

حضورؐ انور کا حلم اور مسکین نوازی

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ عَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً وَ رَجَعَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِھَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْ لِیْ مِنْ مَالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَلَہٗ بِعَطَاءٍ (متفق علیہ)۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ نجران (مقام کا نام) کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ جس کے کنارے موٹے تھے۔ راستہ میں آپ کو ایک دیہاتی ملا۔ جس نے آپؐ کی چادر کو پکڑ کر اس قدر سختی سے اپنی طرف کھینچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سینے کے قریب کچھ کر آ گئے۔ میں نے دیکھا تو آپؐ کی چادر کے کنارے نے آپ کی گردن پر نشان ڈال دیا تھا۔ پھر اس دیہاتی نے کہا۔ اے محمدؐ اللہ کا وہ مال جو تیرے پاس ہے مجھے اس میں سے دلا۔ آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر ہنسے۔ پھر آپؐ نے اس کو کچھ دیئے جانے کا حکم دیا۔

تعجب خیز حلم (بردباری)

کہاں سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کہاں ایک جاہل۔ آداب سے ناآشنا دیہاتی۔ اور پھر یہ بے ادبی کہ زبان سے تو عرض نہیں کرتا اور پچھلی طرف چادر مبارک اس قدر شدید جھٹکا دے کر کھینچتا ہے۔ کہ حضورؐ انورؐ اس کی چھاتی سے آ کر لگ جاتے ہیں اور اتنا شدید جھٹکا دیا کہ حضورؐ انور کی چادر مبارک کے سخت کنارو ںکی رگڑ سے حضورؐ کے کندھے پر نشان پڑ گئے۔ اس کے علاوہ یہ بے ادبی کہ روکھا نام یا محمدؐ کہہ کر پکارتا ہے۔ اتنی شدید بے ادبی کرنے کے بعد امر کے لفظ سے مطالبہ کرتا ہے۔ جس طرح کوئی شخص اپنے ماتحت کو حکم دیتا ہے۔ کہ مجھے وہ مال دلا جو تیرے پاس ہے۔ بے ادبی وہ اور مطالبہ یہ۔ حضور انورؐ کے اخلاق حمیدہ کا کمال ملاحظہ ہو کہ آپ اسے دیکھ کر ہنس پڑے۔ گویا چہرے پر رنجیدگی کا ذرا اثر بھی ظاہر نہیں ہونے دیا اور ایسے بے ادب گنوار کی شفقت سے فرمائش پوری کر دی۔

برادران اسلام

اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھئے۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھئے۔ پھر فیصلہ کیجئے کہ ہم میں سے کتنے کھرے محمدی ہیں۔ اور کتنے کھوٹے ہیں اور کتنے اصلی محمدیؐ ہیں اور کتنے نقلی۔ اور کتنے سچے محمدیؐ ہیں۔ اور کتنے جھوٹے و ماعلینا الا البلاغ۔

ساتواں پہلو

حضورؐ انور کی بے نظیر سخاوت

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ فَاَتٰی قَوْمَہٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَ اللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا یُعْطِیْ اِعْطَاءً مَا یَخَافُ الْفَقْرَ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی بکریاں مانگیں کہ جو دو پہاڑوں کے درمیانی نالہ کو بھر دیں۔ آپ نے اس کو اتنی ہی بکریاں دیدیں پھر وہ شخص اپنی قوم میں آیا اور کہا۔ اگر مسلمان ہو جاؤ تو خدا کی قسم محمد اتنا دیتے ہیں کہ پھر افلاس کا ڈر نہیں رہتا۔

کیا

حضور انورؐ کے سوا کوئی شخص اتنے مال سے محض حسبتہ للہ دستبردار ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ کیونکہ مال میں تو دنیا دار کی جان ہوتی ہے۔ یہ پیغمبر ہی کی شان ہو سکتی ہے کہ سب کچھ راہ خدا میں دے کر خالی ہاتھ محض اپنے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے مطمئن ہو کر بیٹھ جائے۔

آٹھواں پہلو

حضورؐ انور کا خود تکلیف اٹھا کر مخلوق خدا کو راضی کرنا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّی الْغَدَاۃَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِیْنَۃِ بِاٰنِیَتِھِمْ فِیْھَا الْمَاءُ فَمَا یَاْتُوْنَ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ یَدَہٗ فِیْھَا (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تھے۔ مدینہ کے (لوگوں کے) خادم اپنے برتن لے کر آ جاتے تھے۔ جن میں پانی ہوتا تھا۔ پھر جو برتن بھی لاتے تھے۔ آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے تھے۔" پھر بعض اوقات سردی کی (موسم کی) صبح کو آپ کے پاس آتے پھر بھی ان پانی کے برتنوں میں ہاتھ ڈبو دیتے تھے۔"

باوجودیکہ

سردی کی موسم میں ٹھنڈے پانی میں ہاتھ ڈبونے سے کتنی تکلیف ہوتی ہوگی اور یہ بھی پتہ نہیں کہ وہ برتن کتنے ہوتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انورؐ محض خلق اللہ کے دل خوش کرنے کے لئے اپنی جان کو یہ تکلیف پہنچاتے تھے۔

نواں پہلو

حضور انورؐ نے غصہ میں آ کر نہ کبھی فحش لفظ منہ سے نکالے۔ نہ کسی پر لعنت کی اور نہ کبھی گالی دی

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّ لَا لَعَّانًا وَّ لَا سَبَّابًا کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَۃِ مَا لَہٗ تَرِبَ جَبِیْنُہٗ (رواہ البخاری) ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے نہ لعنت کرنے والے اور نہ گالیاں دینے والے تھے۔ جب آپؐ کو کسی پر غصہ آتا تو صرف اتنا فرماتے۔ کیا کرتا ہے۔ تیری پیشانی خاک آلود ہو۔

نتیجہ

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہر مسلمان کے لئے ضروری بلکہ اشد ضروری ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ مذکورہ بالا حدیث شریف کے آئینے میں اپنا منہ دیکھے۔ پھر خود فیصلہ کرے کہ اصلی مسلمان ہے یا نقلی۔ کھرا مسلمان ہے یا کھوٹا سچا مسلمان ہے یا جھوٹا۔ وماعلینا الا البلاغ۔

دسواں پہلو

حضور انورؐ نے اپنے خون کے پیاسوں کے لئے بھی بددعا نہیں فرمائی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّ اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَۃً (رواہ مسلم) ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہؐ مشرکوں کے لئے تو بددعا فرمائیے۔ فرمایا مجھ کو لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہے۔ بلکہ مجھ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے

برادران اسلام

حضور انورؐ کی سیرت کے یہ پہلو فقط تبرک حاصل کرنے کے لئے نہ سنیں۔ بلکہ یوں خیال کیجئے کہ مبلغین دین نبویؐ میں سے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ۔ ادنیٰ سے ادنیٰ گنہگار مسلمان سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ سیرت کے یہ پہلو پیش کر کے آپ پر اتمام حجت کر رہا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن امام الانبیاءؑ کے حضور میں ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے پیش ہوں تو آپ کا فرض ہے کہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کیجئے۔

گیارہواں پہلو

حضور انورؐ گھر میں اپنے اہل و عیال کے کام بھی کرتے تھے

عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ مَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِہٖ قَالَتْ کَانَ یَکُوْنُ فِیْ مِھْنَۃِ اَھْلِہٖ تَعْنِیْ خِدْمَۃَ اَھْلِہٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ (رواہ البخاری) ترجمہ اسودؓ سے روایت ہے۔ کہا میں نے عائشہؓ سے پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا گھر کے کام میں ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ یعنی اپنے گھر والوں کی خدمت کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو نماز کو چلے جاتے۔

حاصل

یہ ہے کہ باوجود اس مقام اعلیٰ پر پہنچنے کے جس کے متعلق یہ کہا جائے تو بالکل صحیح ہوگا۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر پھر بھی مزاج میں کوئی نخوت نہیں ہے کہ اپنے گھر والوں کی کسی خدمت کو اپنے حق میں کسر شان سمجھیں۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ ایسے ہی حسن سلوک سے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

ورنہ

یاد رکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیجئے۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ ترجمہ۔ تم میں سے بھلا وہ آدمی ہے۔ جو اپنے بال بچوں کے حق میں بھلا ہو۔

یعنی

اپنے بال بچوں کے ساتھ جس کا سلوک اچھا نہیں ہے۔ وہ شریف یا بھلا مانس کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

بارہواں پہلو

حضور انورؐ کے اخلاق کی بلندی

کبھی کسی کو نہیں مارا

ہاں میدان جہاد کے حالات اس سے مستثنیٰ ہیں

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ بِیَدِہٖ وَلَا امْرَاَۃً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ یُّجَاھِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَا نِیْلَ مِنْہُ شَیْءٌ قَطُّ فَیَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِہٖ اِلَّا اَنْ یُّنْتَھَکَ شَیْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰہِ فَیَنْتَقِمَ لِلّٰہِ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا نہ عورت کو اور نہ خادم کو۔ مگر جبکہ آپؐ خدا کی راہ میں جہاد کرتے تھے (تو اپنے ہاتھ سے دشمنوں کو مارتے تھے) اور جب آپؐ کو کوئی چیز پہنچی (یعنی کسی سے تکلیف روحانی یا جسمانی) تو آپؐ اس کا انتقام نہ لیتے تھے۔ مگر جبکہ کوئی شخص خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو استعمال کرتا یا ممنوع کاموں کو کرتا تو آپ اس کی سزا دیتے تھے۔

تیرھواں پہلو

حضور انورؐ کے اخلاق اتنے بلند تھے کہ اگر خادم سے نقصان بھی ہو جاتا تو بھی اسے کچھ نہ کہتے

بلکہ یوں فرماتے کہ جب کوئی بات ہونے والی ہوتی ہے تو ہو کر رہتی ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِیْنَ خَدَمْتُہٗ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا لَامَنِیْ عَلٰی شَیْءٍ قَطُّ اَتٰی فِیْہِ عَلٰی یَدَیَّ فَاِنْ لَامَنِیْ لَائِمٌ مِّنْ اَھْلِہٖ قَالَ دَعُوْہُ فَاِنَّہٗ لَوْ قُضِیَ شَیْءٌ کَانَ۔ ھذا لفظ المصابیح وروی البیھقی فی شعب الایمان مع تغییر یسیر۔ ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے آٹھ سال کی عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے اور دس سال تک آپؐ کی خدمت کرتا رہا ہوں لیکن آپؐ نے کبھی کسی چیز کے ضائع ہونے پر بھی مجھ کو ملامت نہیں کی اور آپؐ کے گھر والوں میں سے کوئی بھی اگر مجھ کو ملامت کرتا تو آپؐ فرما دیتے اس کو چھوڑ دو (ملامت نہ کرو) جب کوئی بات ہونے والی ہوتی ہے۔ ضرور ہو کر رہتی ہے۔

اخلاق عالیہ کی کتنی بلندی ہے۔

واقع یہ ہے کہ عموماً بچوں سے اپنی ناتجربہ کاری اور کم عقلی کے باعث غلطیاں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ ایسے حالات میں آپ جانتے ہیں کہ ماں باپ کو بھی بچوں کی اس قسم کی غلطیوں پر غصہ آ ہی جاتا ہے۔ غصہ میں آکر زبانی سرزنش تو ہر شخص اپنے بچوں کو کرتا ہی ہے اور ایسے انسان بھی بکثرت پائے جاتے ہیں کہ مارتے بھی ہیں مگر رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوصلے کا کمال دیکھئے۔ کہ دس سال کے عرصہ میں نہ کبھی خادم کو مارا اور نہ کبھی ڈانٹا۔ بلکہ حضورؐ کے گھر والوں میں سے کسی نے خادم کو کچھ کہا تو آپؐ نے فرمایا کچھ نہ کہو جو بات تقدیر میں مقدر ہوتی ہے۔ وہ ہو کر ہی رہتی ہے۔

چودھواں پہلو

حضور انورؐ کی مسلمان سے ہمدردی

عَنْ اَنَسٍ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَیَتَّبِعُ الْجَنَازَۃَ وَیُجِیْبُ دَعْوَۃَ الْمَمْلُوْکِ وَیَرْکَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَوْمَ خَیْبَرَ عَلٰی حِمَارٍ خِطَامُہٗ لِیْفٌ رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان - ترجمہ - انسؓ سے روایت ہے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اس طرح بیان کرتے تھے کہ آپؐ بیمار کی بیمار پرسی کرتے - جنازہ کے ساتھ جاتے - غلام کی دعوت قبول فرما لیتے اور گدھے پر سوار ہوتے تھے - خیبر کے دن میں نے آپؐ کو ایک گدھے پر سوار دیکھا - جس کی باگ کھجور کے پوست کی تھی -

حاصل

یہ ہے کہ حضور اقدسؐ کے مزاج میں نہ فخر تھا نہ کبر تھا - نہ مغلوب الغضب تھے - بلکہ عام مسلمانوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھنا اور ان کی ہر ممکن خدمت کرنا یہ حضورؐ کا عام معمول تھا -

اللھم اھدنا الصراط المستقیم وارزقنا اتباع نبیک صلی اللہ علیہ وسلم بفضلک ومنک یا ارحم الراحمین ٥

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ

کی

گھریلو زندگی

(بشکریہ الجمعیتہ دہلی)

از مولانا سید فرید الوحیدی رکن شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند

زیر نظر سطور میں حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہ کی گھریلو اور خانگی زندگی کی ایک تصویر پیش کرنی مقصود ہے - انسان کی زندگی کا یہ وہ گوشہ ہے - جس میں تکلف کی بجائے بے تکلفی یا قیود کی جگہ آزادی اور طبع رواں کی بلا روک ٹوک سرگرمیاں ہوتی ہیں - ایک شہنشاہ زندگی کے اس میدان میں گدا نظر آتا ہے - علماء و فضلا یہاں پہنچ کر علمی وقار اور فضیلت کی شان سے مبرا دکھائی دیتے ہیں - بڑے بڑے جرنیل امیر کارواں اس دروازے میں داخل ہوتے ہوئے اپنے امتیازات و ملبوسات منصبی اتار پھینکتے ہیں - سیاسین و مدبرین یہاں عامی عموجی رنگ اختیار کر لیتے ہیں - مگر دنیا اور زندگی کی اس کمزور ترین منزل میں بھی جن کا ظاہر و باطن یکرنگ نظر آتا ہے - جو جلوت و خلوت میں یکساں زندگی کے مالک ہوتے ہیں وہ عارفین و واصلین الی اللہ ہی ہوتے ہیں ان کی زندگیوں کا جو خاکہ آپ کو لاکھوں انسانوں کے بحر مواج میں معتقدین و متوسلین کے بے پناہ اور عقیدتمندانہ ہجوم میں کانفرنسوں اور اجلاسوں کی مسند نشینی میں نظر آئے گا - بعینہٖ یہی نقوش گھر کی آزاد چار دیواری میں بچوں اور اہل خانہ میں رونق افروز ہوتے ہوئے آپ ملاحظہ فرمائیں گے - یہی بڑائی کا معیار اور عظمت و عزیمت کا راز ہے - حضرت شیخ مدنی قدس سرہٗ کی پوری زندگی خلوت و جلوت میں یکساں رہی اور یوں سمجھئے کہ حضرت "کن فی الخلوات کما انت فی الجلوات" کے مکمل مصداق تھے - بحمد اللہ کہ حضرت کی زندگی کا کوئی گوشہ راز پوشیدہ نہیں ہے - بیاسی ۸۲ برس کا طویل زمانہ سفر، حضر - جیل - خانقاہ - مدرسہ کانفرنسیں - لاکھوں انسانوں کا عقیدتمندانہ استقبال بے تحاشہ اور غضبناک ہجوم کی خشت باری طنز کہ تشنیع کی بوچھاڑ غرض پوری زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب ہے - جس باب میں جس صفحہ پر اور جس سطر کے متعلق شبہ ہو کھولیئے اور باآواز بلند پڑھنا شروع کیجئے - ہزاروں آوازیں آپ کے شبہ کا ازالہ کرنے کے لئے اور بیشمار مشاہدات آپ کا شک رفع کرنے کے لئے حاضر ملیں گے - گھر کے اندر کی زندگی شاید آپ کی نگاہوں سے مستور ہو تو یہ نقوش اور خاکے کسی قدر واقفیت و تعارف میں ضرور مدد کریں گے -

حضرت کو گھریلو ماحول سے صرف اس قدر واقفیت تھی کہ مہمان خانہ سے مطالعہ گاہ کا راستہ فلاں گوشوں سے ہو کر گذرتا ہے اور مطالعہ گاہ سے بیت الخلا اس جانب سے ہو کر جاتے ہیں - مہمان خانہ سے مطالعہ گاہ کے راستہ میں کبھی کسی چیز یا شخص کی جانب نظر نہیں اٹھاتے تھے -

صرف دو چیزیں کبھی کبھی سدّ راہ ہو جاتی تھیں - کھیلتے اور شور مچاتے ہوئے ننھے بچوں کو کبھی کبھی مسکرا کر مخاطب فرماتے "کیا کہتا ہے" "کیوں روتا ہے؟" یا کبھی کبھی کسی بالکل ہی ننھے بچے کو اٹھا کر دو ایک مرتبہ اچھالتے اور پیار بھرے لہجہ میں "اللہ اللہ" کہہ کر اس سے باتیں کرتے - دودھ پیتے بچوں سے کبھی سوائے "اللہ اللہ" کے کچھ نہ فرماتے تھے"

بچوں کے علاوہ کبھی کبھی چڑیوں کے پنجرے ملاحظہ فرماتے تھے - اپنے دست مبارک سے ان کو دانہ پھل یا چاول کھلاتے اور پانی ڈلواتے - چڑیاں اس میزبانی اور تواضع کی عادی ہو جاتی تھیں اور جونہی حضرت داخل ہوتے تمام چڑیاں اچھل اچھل کر پیاری پیاری آوازوں میں حضرت کو متوجہ کرتیں خصوصاً جب پہاڑی مینائیں بھاری پر رعب اور مردانہ لہجہ میں کہتیں - حضرت اللہ اللہ کہو، اللہ اللہ کہو - تو حضرت بیساختہ ان کی جانب لپکتے تھے - چڑیوں میں عموماً مینائیں، کوئل، لشاما، لال - قمری وغیرہ رہتی تھیں - طوطا کبھی گھر میں نہیں رہا - مادی اشیاء میں صرف چند چیزیں حضرت کو مرغوب تھیں اور ان کے حصول کے لئے ہر ممکن طریقہ اختیار فرماتے تھے - بلا خوف تردید میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے اپنی عمر میں خوشبو، پھولوں کے پودے - چڑیوں اور مہمانوں کے علاوہ کسی سامان قیمتی سے قیمتی اور کسی عجیب سے عجیب تر مفید چیز کی طرف حضرت کو توجہ کرتے کبھی نہ دیکھا -

باقی صفحہ ۱۴ پر

از جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب ٹھٹھہ

یَاَیُّھَا النَّاسُ - اے لوگو!

(قسط دوم)

۸- نور مبین

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ○ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَاعْتَصَمُوْا بِہٖ فَسَیُدْخِلُھُمْ فِیْ رَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَفَضْلٍ وَّیَھْدِیْھِمْ اِلَیْہِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ○ (النساء آیت ۱۷۵-۱۷۶-ع ۲۴-پ ۶)

ترجمہ — اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آ چکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک ظاہر روشنی اتاری ہے۔ سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کو مضبوط پکڑا۔ انہیں اللہ اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کرے گا اور اپنے تک ان کو سیدھا راستہ دکھائے گا۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحؒ۔ پہلے سے وحی الٰہی اور بالخصوص قرآن مجید کی عظمت اور اسکی حقانیت کا بیان اور اسکی متابعت اور اتباع کی تاکیدات کا ذکر تھا اسی کے ذیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت اور ان کے ابن اللہ ہونے کا ذکر کیا تھا۔ جس کے قائل نصاریٰ تھے۔ اس کی تردید اور ابطال کے بعد اب اخیر میں اسی اصلی اور ضروری بات کی تاکید فرمائی جاتی ہے۔ کہ اے لوگو تمہارے رب العلمین کی طرف سے حجۃ کاملہ اور نور روشن پہنچ چکا۔ جو ہدایت کے لئے کافی اور وافی ہے یعنی قرآن مجید اب کسی تامل اور تردد کی گنجائش نہیں۔ سو جو کوئی ایمان لائے گا۔ اور اس مقدس کتاب کو مضبوط پکڑے گا۔ وہ اللہ کی رحمت اور فضل میں داخل ہوگا۔ اور براہ راست اس تک پہنچے گا۔ اور جو اس کے خلاف کرے گا۔ اس کی گمراہی اور خرابی اسی سے سمجھ لیجیے۔

ہمیں چاہیئے کہ اللہ کے اس انعام کی بڑی قدردانی کریں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ج وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ (آل عمران آیت ۱۶۴ ع ۱۷)۔ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان میں انہیں میں سے رسول بھیجا۔ ان پر اس کی آئتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور دانش سکھاتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضورؐ کی چار شانیں بیان کی گئیں۔

(۱) "تلاوت آیات" (اللہ کی آیات پڑھ کر سنانا) جن کے ظاہری معنیٰ وہ لوگ اہل زبان ہونے کی وجہ سے سمجھ لیتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے۔

(۲) "تزکیۂ نفوس" (نفسانی آلائشوں اور تمام مراتب شرک و معصیت سے ان کو پاک کرنا اور دل کو مانجھ کر صیقل بنانا) یہ چیز آیات اللہ کے عام مضامین پر عمل کرنے، حضورؐ کی صحبت، اور قلبی توجہ و تصرف سے باذن اللہ حاصل ہوتی تھی۔

(۳) "تعلیم کتاب" (کتاب اللہ کی مراد بتلانا، اس کی ضرورت خاص خاص مواقع میں پیش آتی تھی۔ مثلاً ایک لفظ کے کچھ معنیٰ عام تبادر اور محاورہ کے لحاظ سے سمجھ کر صحابہؓ کو کوئی اشکال پیش آیا۔ اس وقت آپؐ کتاب اللہ کی اصلی مراد جو قرآن مقام سے متعین ہوتی تھی بیان فرما کر شبہات کا ازالہ فرما دیتے تھے۔ جیسے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ الخ دوسرے مقامات پر ہوا۔

(۴) "تعلیم حکمت" (حکمت کی گہری باتیں سکھلانا اور قرآن مجید کے غامض، اسرار و لطائف اور شریعت کی دقیق و عمیق علل پر مطلع کرنا خواہ صریحاً "یا اشارۃً"۔ آپؐ نے خدا کی توفیق و اعانت سے علم و عمل کے ان اعلےٰ مراتب پر اس درماندہ قوم کو فائز کیا جو صدیوں سے انتہائی جہل و حیرت اور صریح گمراہی میں غرق تھی آپ کی چند روزہ تعلیم و صحبت سے وہ ساری دنیا کی ہادی و معلم بن گئی۔ لہذا انہیں چاہیئے کہ اس نعمت عظمیٰ کی قدر پہچانیں اور کبھی بھولے سے ایسی حرکت نہ کریں۔ جس سے آپ کا دل متالم ہو"۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا ○ سکتہ (بنی اسرائیل آیت ۱) ترجمہ۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جس نے اپنے بندہ پر کتاب اتاری اور اس میں ذرہ بھی کجی نہیں رکھی۔ اس قرآن میں کوئی کجی نہیں ہے۔ جسکی درستی کی کبھی ضرورت پیش آئے۔

(شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ)

۹- روگ کی شفا

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ○ یونس آیت ۵۷ ع ۶- پ ۱۱ - ترجمہ - اے لوگو تمہارے رب سے نصیحت اور دلوں کے روگ کی شفا تمہارے پاس آئی ہے اور ایمانداروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

حاصل کلام قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے (۱) وعظ و نصیحت ہے۔ جو اچھی باتوں کا حکم کرتا اور بری باتوں سے روکتا ہے (۲) قلبی اور روحانی امراض کی شفاء ہے۔ جھوٹ۔ فریب۔ دغا، بغض، ظلم کینہ و حسد وغیرہ امراض سے روکتا ہے۔ اور اخلاق حسنہ۔ سچ بولنا۔ آپس میں محبت سے پیش آنا۔ خوش کلامی۔ صلہ رحمی وغیرہ کی ہدایت کرتا ہے (۳) ہدایت کی صحیح راہ بتاتا ہے۔ جس پر چل کر ایک انسان دنیا میں باعزت زندگی بسر کر سکے اور مرنے کے بعد رضائے مولیٰ پاک اور جنت حاصل ہو جائے (۴) رحمت الٰہی کا طریقہ بتاتا ہے۔ جو اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

۱۰- اکل حلال

یٰاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ البقرہ آیت ۱۶۸ ع ۲۱ پ ۲ - ترجمہ۔ اے لوگو ان چیزوں میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال پاکیزہ ہیں اور

شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی "جب انسان کو کوئی خصلت پیدا کرنا منظور ہو تو وہ اپنے طرز کو ایسے رنگ میں بدل لیتا ہے۔ جس کے پیشِ نظر مقصد پورا ہو جائے۔ مثلاً پہلوان بننے کے لئے دودھ گوشت۔ انڈے اور دوسری مقوی غذاؤں کو لازم کر لیا جاتا ہے۔ اس طرح جس شخص کو دنیا میں بڑا کام کرنا ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ اپنے روحانی مربی یعنی نبی کے مشورے سے چیزیں صرف کرے تاکہ اس کا مطلب اور ارادہ جلد پورا ہو جائے۔ نبی کریم کی تعلیم کا یہ اثر ہو جاتا ہے۔ کہ انسان کی عقل میں ایسے علوم اور خیالات بھر دیئے جاتے ہیں۔ جن سے اس کے ارادہ میں پختگی پیدا ہو اور وہ جلد منزل مقصود پر پہنچ سکے۔ اس کے برعکس القاء شیطانی اور اتباع شیطان کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کی ہمت پست ہو جائے۔ نہ ارادہ کی تکمیل ہو اور نہ منزلِ مقصود تک پہنچنا نصیب ہو۔ لہٰذا اے لوگو اللہ تعالیٰ کی ہر چیز کو اجازت لے کر (حلال) کھایا کرو اور حلال شدہ چیزوں میں سے بھی ستھری اور پسندیدہ چیزوں کا استعمال کیا کرو۔

تفسیر ابن کثیرؒ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب اس آیت کی تلاوت ہوئی۔ تو حضرت سعد بن وقاصؓ نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ حضورؐ میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری دعاؤں کو قبول فرمایا کرے۔ آپؐ نے فرمایا اے سعدؓ! پاک چیزیں اور حلال لقمہ کھاتے رہو۔ اللہ تمہاری دعائیں قبول فرماتا رہے گا۔ قسم ہے اُس خدا کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ حرام لقمہ جو انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے۔ اس کی شومی کی وجہ سے چالیس دن کی اسکی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ جو گوشت پوست حرام سے پلا وہ جہنمی ہے۔"

حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی حکم تھا کہ حلال کھائیں اور عمل صالح بجا لائیں۔

یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ (المؤمنون آیت ۵۱ ع ۴ پ ۱۸)۔ ترجمہ۔ اے رسولو! ستھری چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو۔ بیشک میں جانتا ہوں جو تم کرتے ہو۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں "یعنی سب رسولوں کے دین میں یہی ایک حکم ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا۔ نیک کام سب خلق جانتے ہیں"

"اللہ تعالےٰ اپنے تمام انبیاء علیہم السلام کو حکم فرماتا ہے کہ وہ حلال لقمہ کھائیں اور نیک اعمال بجا لائیں۔ پس ثابت ہوا۔ کہ لقمہ حلال عمل صالح کا مددگار ہے۔

ایمانداروں کو بھی حکم ملتا ہے کہ حلال کھاؤ۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۱۷۲ ع ۲۱ پ ۲)

ترجمہ۔ اے ایمان والو پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں۔ اور اللہ کا شکر کرو۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ "اکل طیبات کا حکم اوپر گذر چکا ہے۔ لیکن مشرکین چونکہ شیطان کی پیروی سے باز نہیں آتے اور احکام اپنی طرف سے بنا کر اللہ کے اوپر لگاتے ہیں اور اپنے رسوم باطلہ آبائی کو نہیں چھوڑتے اور حق بات سمجھنے کی ان میں گنجائش ہی نہیں تو اب ان سے اعراض فرما کر خاص مسلمانوں کو اکل طیبات کا حکم فرما دیا گیا اور اپنا انعام ظاہر کر کے ادائے شکریہ کا امر کیا گیا۔ اس میں اہل ایمان کے مقبول اور مطیع ہونے کی جانب اور مشرکین کے مردود و مغضوب و نافرمان ہونے کی طرف اشارہ ہو گیا۔

حدیث۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ کہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ گوشت جس نے حرام سے پرورش پائی ہے۔ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اور جس گوشت نے حرام (مال) سے نشو و نما حاصل کی ہے۔ وہ دوزخ ہی کے لائق ہے (مشکوٰۃ کتاب البیوع)

رشوت۔ سود اور فریب وغیرہ سے دوسرں کے مال کھانے والوں کو اس حدیث سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور دوزخ سے بچاؤ کا فکر کرنا چاہیئے۔

ایک واقعہ حضرت زید بن اسلمؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے دودھ پیا اور وہ آپ کو اچھا لگا۔ جس شخص نے وہ دودھ آپ کو پلایا تھا۔ اس سے آپ نے دریافت کیا۔ یہ دودھ تجھے کہاں سے ملا۔ اس نے کہا کہ وہ ایک پانی کے چشمے یا جھیل پر گیا تھا۔ جس کا نام اس نے بتا دیا۔ وہاں صدقہ کے جانور پانی پینے آئے لوگوں کو ان جانوروں کا دودھ دوہ کر پلاتے تھے۔ انہوں نے میرے لئے بھی دودھ دوہا۔ جس کو میں نے اپنی مشک میں بھر لیا۔ یہ وہی دودھ تھا۔ (یہ سُنکر) حضرت عمرؓ نے اپنے مُنہ میں ہاتھ ڈالا اور قے کر دی۔ (مشکوٰۃ باب البیوع)

آپ کی احتیاط پر قربان جایئے کہ پیا ہوا دودھ شکم مبارک سے نکال ڈالا۔ بزرگانِ دین اکثر فرمایا کرتے ہیں۔ کہ صدق مقال (سچ بولنے) اور اکل حلال (حلال کھانے) کو اپنا نصب العین بناؤ۔ حضرت عطار رح نے کیا خوب فرمایا ہے

ہرکہ باطن از حرامش پاک نیست
روح اورا رہ سوئے افلاک نیست

الحاصل حلال اور طیب کا بہت خیال رکھو۔ ہر لقمے کی احتیاط رہے۔ حرام کا ایک لقمہ بھی پیٹ میں نہ جانا چاہیئے۔

۱۱۔ ایک مثال

اب بھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہو اور تعلق باللہ درست نہ رکھے اور شرک میں مبتلا ہو جائے۔ اس پر یہ مثال صادق آتی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ۝ (الحج آیت ۷۳۔ ع ۱۰۔ پ ۱۷) ترجمہ۔ اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔ اسے کان لگا کر سنو۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ وہ ایک مکھی نہیں بنا سکتے۔ اگرچہ وہ سب اس کے لئے جمع ہو جائیں اور اگر اُن سے مکھی کوئی چیز چھین لے تو اسے مکھی سے چھڑا نہیں سکتے۔ عابد اور معبود دونوں عاجز ہیں۔

خلاصہ کلام جو خود اس حد تک کمزور ہو کہ ایک ادنےٰ ترین مخلوق مکھی پر بھی قدرت نہ رکھ سکتا ہو۔ بھلا وہ اشرف مخلوقات کا کونسا کام سنواریگا اس حقیقت پر تھوڑی سی توجہ شرک اور معبودانِ باطل سے بیزاری کا باعث بن سکتی ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر انسان کو صحیح بصیرت عطا فرمائے اور اپنی ہدایت پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

"خدام الدین" احباب کو پیش کیجئے

جناب مولانا عبدالوہاب صاحب ملتانی

اسلام اور سود

آج ہم لوگ اس سے تو انکار نہیں کر سکتے۔ کہ اسلام نے سود کے لینے اور دینے دونوں کو ہی حرام قرار دیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ باوجود اس کو حرام جاننے کے بھی بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں۔

آخر اس کی کیا وجہ ہے ہمارے نزدیک اس کی تین بڑی وجوہ ہیں۔ ایک تو ہم لوگ دین کے ہر معاملہ میں جاہل اور لاپرواہ واقع ہوئے ہیں۔ کہ کبھی کسی معاملہ میں صحیح اور پوری معلومات کرنے کے لئے ہمیں وقت میسر نہیں آتا۔ دوسرے ہم لوگ مال و دولت کی محبت میں ڈوب چکے ہیں۔ اس کی حرص نے ہمیں تباہ کر دیا ہے۔ تیسرے ہم لوگوں میں غور و فکر کا مادہ نہیں کہ ہم لوگ کسی معاملہ میں اتنا سوچ سکیں کہ آخر اس کا انجام بہتر ہوگا یا بد۔

ڈاکو اور سود خوار

انسان اُن تمام بڑے بڑے جرائم جن کو اس کی خودغرضی کا دیو اس کے اندر سے انجام دیتا ہے اپنے سامنے لاؤ اور ایک ایک کر کے دیکھو! بڑے بڑے عادی مجرموں کو تم دیکھو گے کہ بار بار انسانی مظلومی اور بیکسی نے ان کی آنکھوں کو اشکبار اور ان کے دلوں کو دو نیم کر دیا ہے۔ سخت سے سخت بے رحم ڈاکو اور قاتل کی نسبت بھی تم سن سکتے ہو کہ اس نے عین اپنی بیرحمی اور قساوت کے کسی عمل کو انجام دیتے وقت ایک بڑھیا عورت کی فریاد، ایک بیکس عورت کی گریہ وزاری اور ایک یتیم بچے کے مضطربانہ فغان العیاث پر اپنی کھینچی ہوئی تلوار پھینک دی۔ اور چند لمحوں کے لئے اس کی بھولی ہوئی انسانیت یاد آ گئی۔ تاریخ اور ملکی روایات نے ان ڈاکوؤں کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ جو ایک طرف تو دولت مندوں کو لوٹتے اور مال و دولت سے بھرے ہوئے قافلوں کو تاخت و تاراج کرتے تھے دوسری طرف صدہا بیوہ عورتیں، اور بیکس و مسکین خاندان تھے جن کو ایک فیاض طبع دست کریم کے اور ایک دریائے بخشش بادشاہ کی طرح امداد و اعانت سے مالا مال کر دیتے تھے۔ انگلستان کے قرون متوسط اور ہندوستان کے گزشتہ زمانے کے بڑے بڑے ڈاکوؤں کی نسبت ہر شخص جانتا ہے۔ کہ انہوں نے قصبات و دیہات کی بیکس عورتوں کے لئے باقاعدہ وظائف و مشاہرے مقرر کر دیئے تھے۔ اور روم کے ایک مشہور ڈاکو نے قیصر سے کہا تھا کہ میرا مجرم ہاتھ بادشاہ کے مقدس ہاتھ سے زیادہ غریبوں اور بیکسوں کی امداد کرتا ہے۔ اگرچہ وہ بادشاہ اور میں ڈاکو ہوں۔

یہی حال تقریباً انسان کے تمام بڑے بڑے جرائم کا ہے۔ اور فضیلتِ انسانیہ بڑی سے بڑی زندگی کی تاریکی میں بھی کبھی نہ کبھی اپنی روشنی بے نقاب کر دیتی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ایک سود خوار زندگی کو لاؤ۔ وہ چور نہیں ہے۔ وہ ایک ڈاکو کے نام سے حقیر و ذلیل نہیں کیا جاتا۔ لوگ اس سے پناہ نہیں مانگتے۔ بلکہ اس کو ڈھونڈتے ہیں۔ وہ پہاڑوں کے غاروں اور جنگلوں کے گمنام گوشوں میں مجرموں کی طرح نہیں چھپتا۔ وہ سوسائٹی کا مردود نہیں ہے۔ اس نے بادشاہ کے قانون کو توڑنے اور انسانوں کے آداب و مراسم کی حقارت کا کبھی جرم نہیں کیا۔ وہ ایک شہری ہے۔ جو مثل ایک شریف باشندہ شہر کے انسانوں میں رہتا ہے۔ اور جسمِ اجتماعی میں عضوِ صحیح کی طرح شامل ہے۔ بایں ہمہ اس کے اعمال کا کیا حال ہے؟ وہ ڈاکو سے بڑھ کر آبادی کو غارت کرتا۔ وہ قاتل سے زیادہ انسانی حیات کو ممات سے تبدیل کرتا۔ وہ عادی مجرم سے زیادہ سوسائٹی کو تباہ کرتا۔ وہ ایک درندہ سے بھی زیادہ خوفناک، خون آشام اور بھیڑئیے اور جنگلی سُور سے بھی بڑھ کر حیاتِ انسانی کا دشمن ہے۔ پھر ان سب سے زیادہ یہ کہ سخت سے سخت بے رحم ڈاکو کی آنکھوں سے بھی کبھی رحم کا ایک قطرۂ اشک ٹپک پڑتا ہے پر یہ محالِ قطعی ہے۔ کہ اس کی قساوت و شقاوت کبھی بھی کسی تڑپتے ہوئے جسم اور کسی پکارتی ہوئی زبان پر ایک لمحے، ایک دقیقے اور ایک عشر دقیقے کے لئے بھی ترس کھائے۔

شیکسپیئر کے ایک شائیلاک کا ذکر ہے سود ہے دُنیا میں اس وقت تک کتنے ہزار شائیلاک گزر چکے ہیں۔ اور کتنے ہمارے سامنے موجود ہیں۔

ایک اہم نکتہ

اگر ایک شخص چور ہے، ڈاکو ہے، قاتل ہے تو قانون اس کو قتل کرے گا۔ اور انسانی آبادی اس سے پناہ مانگے گی لیکن ایک سود خوار، جو کہتا ہے کہ "اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا" اس کا کیا علاج ہے؟

اس نے تجارت کی ایک دوکان کھول دی ہے اور ضرورت و احتیاج انسان کے ہوش و حواس کو معطل کر دیتی ہے۔ لیکن "شائیلاک" کے پاس تو اس کا مظلوم قرضدار خود ہی دوڑ دوڑ کر گیا تھا۔ پس فی الحقیقت قتل و غارت کسی قانون اور مذہب کے لئے اس درجہ سختی کے مستحق نہیں ہو سکتے جس قدر کہ سود اور سود خوار کی زندگی۔

پھر کیا حَرْبٌ مِّنَ اللہِ وَرَسُوْلِہٖ سے اس کی تعبیر صحیح نہیں؟ اور کیا تمام مذاہبِ عالم میں اسلام کی یہ سب سے بڑی خصوصیت نہیں کہ اس نے باوجود جاہلیتِ عرب کے اس میں غرق ہونے کے سود خواری کو سب سے بڑا جُرم اور معصیتِ کبیرہ قرار دیا ہے۔

تجارت اور لین دین کی بے رحمیوں اور عام بیرحمیوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ انسان کے تمام مظالم اور بیرحمیاں ایسی ہیں کہ انسانوں کے لئے کوئی دام اور کشش اپنے اندر نہیں رکھتیں۔ وہ از سرتا پا نفرت اور مبغوضیت ہیں۔ لوگ ان سے پناہ مانگتے ہیں۔ لیکن روپے کا لین دین ایک ایسی شے ہے کہ خواہ کیسے ہی سخت سے سخت عنوان سے ظلم ہو۔ لیکن چونکہ احتیاج اور ضرورت کو وقتی اور فوری طور پر دُور کرنے والی ہے اس لئے انسان اس سے بھاگ نہیں سکتا۔ بلکہ پناہ مانگنے کی جگہ خود اس کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ سود خوار اور بے رحم ڈاکو اور خونخوار درندہ ہے۔ لیکن جنگل کے ڈاکو سے نفرت کرتا اور اس شہری ڈاکو کے آگے عاجزی سے ہاتھ جوڑتا ہے تاکہ وہ اسے اپنے دامِ ظلم میں پھنسانے کے لئے چُن لے اور اس کو مجروحِ تیغِ قساوت و بے رحمی کرنے سے انکار نہ کرے

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہزارہا انسانی بیرحمیاں کسی آبادی کو اس طرح نقصان نہیں پہنچا سکتیں جس درجہ پورے شہر میں ایک "سود خوار" کا وجود پہنچا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اس کو سب سے بڑی وعید الٰہی کا مستحق قرار دیتا ہے۔

اس کی عِلّتِ اصلی

اصل یہ ہے کہ کسی خود غرضی کے عمل اور بیرحمی کے کام میں اس درجہ استمرار اور مداومت نہیں ہے۔ جیسی کسی کاروباری بے رحمی میں، قاتل ایک شخص کو چند لمحوں میں قتل کر ڈالے گا۔ ڈاکو ایک گھنٹے کے اندر ایک قافلے کو لوٹ لے گا۔ لیکن سود خوار کا عملِ ظلم دائمی اور انسانی عمروں، خاندانوں اور نسلوں تک جاری رہتا ہے۔ وہ جس شکار کو پکڑتا ہے۔ اس کی مظلومی و بیکسی کا نظارہ برسوں تک دیکھتا رہتا ہے۔ اور جب تک ہمیشہ کے لئے اس کے تڑپنے لوٹنے اور کراہنے کے نظارہ کا عمل اپنے اندر پیدا نہ کرلے وہ سود خوار نہیں بن سکتا۔

اس کا نتیجہ ہے کہ اس کی قساوت و بے رحمی

سب سے زیادہ سخت اور تمام جرائم کے عادیوں سے زیادہ مستقل و محکم ہوتی ہے۔ وہ چونکہ ہمیشہ اپنی بے رحمی کے شکاروں کی مظلومی کو دیکھتا رہتا اور ان کی بیقراریوں کے معائنہ کا اپنے دماغ کو عادی بناتا رہتا ہے۔ اس لئے رفتہ رفتہ اس کے تمام قوائے ملکوتیہ پر ایک عالمِ ممات طاری ہوجاتا ہے۔ اور رحم و ہمدردی کے جذبات اس طرح بیکار و معطل ہوجاتے ہیں۔ کہ قوی سے قوی محرک بھی ان کو زندہ نہیں کرسکتا۔

یہ کیا بات ہے کہ ڈاکو رحم کرتا ہے۔ مگر سود خوار کی آنکھیں ہمیشہ خشک رہتی ہیں؟ اس کا سبب یہی ہے کہ ظلم کا استمرار اور بے رحمی کی مداومت ڈاکو کو نصیب نہیں جیسی اور جس درجہ کی بیرحمی میں ایک سود خوار کی زندگی بسر ہوتی ہے"۔

(افکارِ آزادؒ)

آیاتِ قرآنی

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (سورہ بقر رکوع ۳۶ آیت دوم)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ (آل عمران ۱۴ / ۲۰۱)

ان آیات سے جو باتیں معلوم ہوتی ہیں، وہ یہ ہیں:-

(۱) سودی کاروبار کرنے والے لوگ قیامت کے روز جب قبروں سے اُٹھیں گے۔ تو بدحواسی اور پاگلوں کی جیسی حالت میں اُٹھیں گے۔

(۲) لوگوں کا یہ خیال غلط ہے کہ سود اور بیاج کے معاملات اور عام خرید و فروخت کے معاملات ایک جیسے ہیں، بلکہ قانونِ خداوندی کا صاف فیصلہ یہ ہے کہ عام خرید و فروخت حلال ہے۔ اور سُود حرام، لہٰذا اب حکمِ خداوندی معلوم ہوجانے کے بعد سودی معاملہ ختم کر ڈالیں۔ ورنہ جو لوگ اب بھی اپنی اس حرکت سے باز نہ آئیں گے۔ ان کو ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

۳۔ بیاجی معاملہ کرنے والے لوگ خداوند تعالیٰ کے نزدیک ایسے باغی ہیں کہ خداوند تعالےٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کو جنگ کا الٹی میٹم دے دیا گیا ہے۔

خط و کتابت

کرتے وقت خریداری نمبر ضرور حوالہ دیا کریں

۴۔ سودی معاملہ کرنے والوں کے لئے کامیابی نہیں، کامیابی صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو خداوند تعالیٰ سے ڈر کر اس معاملہ کو ترک کردیں۔

۵۔ ان لوگوں کو جہنم میں آگ کا عذاب دینے کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں کہ ان کو اس آگ سے بچنا چاہیئے جو دراصل کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

احادیثِ نبویؐ

۱۔ اسی سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں، کہ سود خوار جب قیامت کے روز قبر سے اُٹھے گا تو دیوانہ اور پاگل ہوگا۔ اور ساتھ میں اس کا گلا بھی گھونٹا جارہا ہوگا۔ اور اس سے اس روز ذلیل و خوار کرنے کے لئے یہ بھی کہا جائے گا۔ کہ اپنا ہتھیار لگا کر جنگ کے لئے میدان میں آجا۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۳۲۶ ج ۱)

(۲) اور سنئیے، ایک مرتبہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج والی رات کو میرا گزر ایک ایسی قوم پر بھی ہوا کہ جن کے پیٹ اتنے بڑے بڑے تھے۔ جیسے لوگوں کے رہنے کے گھر، اور ان میں سانپ چلتے پھرتے نظر آرہے تھے۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ لوگ سود خوار ہیں۔

۳۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ میرا گزر ایک ایسی جگہ پر بھی ہوا کہ جہاں ایک خون کی نہر ہے۔ اس میں ایک شخص تیرتا پھر رہا ہے۔ اور ایک دوسرا شخص اس نہر کے کنارے بہت سے پتھر جمع کئے کھڑا ہے۔ جب وہ تیرنے والا شخص کنارے پر آنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اپنا منہ کھولتا ہے تو کنارے والا شخص اس کے مُنہ میں پتھر ٹھونس دیتا ہے۔ وہ اس کا لقمہ بناتا ہے۔ اور اندر ہی اندر دھکیل دیا جاتا ہے۔ باہر نہیں نکلنے دیا جاتا۔ بار بار اس کے ساتھ یہی معاملہ کیا جارہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ یہ خون میں تیرنے والا کون شخص ہے۔ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ سود خوار ہے

(مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۶)

۴۔ ایک مرتبہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے۔ کہ چار قسم کے لوگوں کو نہ تو جنت میں داخل فرمائینگے اور نہ اس کی لذّت ہی کا ذائقہ چکھایا جائے گا۔ اور وہ چار قسم کے لوگ یہ ہیں (۱) شراب کے عادی انسان (۲) سود خوار (۳) ناحق یتیم کا مال دبانے والے (۴) والدین کے نافرمان (ترغیب ص ۲۹ ج ۲)

۵۔ ایک مرتبہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس انسان نے کسی ظالم کی غلط طور پر اعانت کی۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے کسی کا حق مارا جائے تو خداوند تعالیٰ اور اس کے رسولؐ ایسے شخص کی ذمّے داری سے بیزار ہیں۔ اور جس انسان نے ایک درہم (چونی) سُود کا کھا لیا تو وہ گویا ۳۳ مرتبہ زنا کا مرتکب ہوگا۔ اور جس انسان کا گوشت حرام مال سے پرورش پایا ہو، اس کے لئے تو آگ ہی زیادہ مناسب ہے۔

(ترغیب و ترہیب ص ۳ جلد ۲)

۶۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ پھلوں کا سودا اُس وقت تک نہ کیا کرو جب تک کہ وہ کھانے کے لائق نہ ہوجائیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جس بستی میں زناکاری اور سودی کاروبار پھیل جائے تو جان لو کہ ان لوگوں نے خدا کے عذاب کو دعوت دے لی ہے۔ (ص ۳ ت)

۷۔ اسی طرح ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے۔ کہ آپؐ نے حلفیہ بیان دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا۔ کہ میری اُمت کے بہت سے لوگ رقص و سرود کی بدمستی میں رات گزار رہے ہوں گے۔ جب صبح ہوگی تو معلوم ہوگا کہ ان کی صورتیں سوئر اور بندروں کی شکلوں میں تبدیل ہوچکی ہیں۔ ایسا کیوں ہوگا؟ یہ اس لئے کہ ان لوگوں نے حرام چیزوں کو اپنے حق میں حلال کر رکھا تھا۔ کنجریوں کے آغوش میں رہتے تھے، شرابی تھے، سود خوار تھے، خالص اصلی ریشم ان کا پہناوا تھا۔ (ترغیب ص ۳۱ جلد ۲)

۸۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب کسی بستی میں سودی کاروبار پھیل جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی تباہی کا ارادہ فرما لیتے ہیں۔

(کنز العمال ص ۵ جلد ۴)

۹۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سود خواہ کتنا ہی کیوں نہ بڑھ جائے لیکن پھر بھی انجام کار اس میں قلت ہی واقع ہوگی (کنز ص ۵۵ ج ۴)

۱۰۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سود کا لینے والا اور سود کا دینے والا دونوں جرم کے لحاظ سے برابر ہیں

(کنز العمال ص ۵۸ ج ۴)

۱۱۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی ضرور آجائے گا کہ اس وقت کوئی انسان بھی سود سے نہیں بچا ہوا ہوگا۔ اس وقت کے تمام انسان سود خوار ہوں گے۔ البتہ کوئی کوئی شخص کوشش کرکے بچ بھی رہا ہوگا، تو اس کو بھی خالص سود تو نہیں۔ لیکن اس کا گرد و غبار ضرور پہنچ رہا ہوگا (کنز العمال ص ۵۹ ج ۴)

۱۲۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سود پر اور سود لینے پر، اور سود دینے والے اور اس کا حساب کتاب کرنے والے پر، اور سود کے گواہوں پر لعنت بھیجی ہے جبکہ ان کو سود کا علم ہو ا ہو۔

(کنز العمال ص ۵۹ جلد ۴)

۱۳۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جن قوموں میں سود عام ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان قوموں کو قحط سالی میں مبتلا کردیتا ہے۔ اور جن لوگوں میں رشوت پھیل جاتی ہے وہ لوگ دشمنوں سے مرعوب کر دیئے جا

ہیں (کنز العمال صہ۵۹ جلد ۴)

۱۴۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سود اور بیاج کی ۷۳ قسمیں ہیں۔ اسی طرح شرک کی بھی قسمیں ہیں۔ (کنز العمال صہ۶ ج ۴)

۱۵۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب کسی انسان کا کسی انسان پر کوئی قرض لینا آتا ہو تو اس کو اپنے قرضدار سے کسی قسم کا تحفہ یا ہدیہ قبول نہ کرنا چاہیئے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری شریف صہ۲۴۶)

۱۶۔ اسی طرح آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دیکھنا اگر تم نے کسی شخص کو قرض دے رکھا ہو۔ اور پھر وہ تم کو کوئی ہدیہ دینا چاہے۔ یا کسی سواری پر سوار کرنا چاہئے تو تم سوار نہ ہونا اور نہ اس کا کوئی ہدیہ قبول کرنا۔ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ قرض لینے دینے سے پہلے بھی اگر تحفہ تحائف کے مراسم ہوں تو پھر قبول کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (مشکوٰۃ صہ۲۴۶)

۱۷۔ ایک مرتبہ ایک صحابیؓ نے دوسرے صحابیؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھنا تم ایسی جگہ جا رہے ہو جہاں سُود کا عام رواج ہے میں تمہیں ایک بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جب تمہارا کسی شخص پر کسی قسم کا کوئی حق لینا باقی ہو۔ اور وہ شخص اس درمیان میں اگر کوئی ہدیہ لے کر آئے تو چاہے وہ تنکوں کی، گھاس کی یا جوؤں کی پوٹ ہی کیوں نہ ہو۔ تم اس کو قبول مت کرنا۔ کیونکہ وہ بھی سُود ہی ہوگا۔

(مشکوٰۃ صہ۲۴۶، بحوالہ بخاری)

۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں میں یہ عادت تھی کہ بڑے بازار میں جاکر غلہ وغیرہ خریدتے اور اسی جگہ کھڑے کھڑے وہیں کے وہیں پڑے ہوئے غلہ کو بیچ بھی ڈالتے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسا کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ دیکھنا جب تک خریدے ہوئے سودے کو وہاں سے منتقل نہ کر لیا کرو۔ اس وقت تک اس کو مت بیچا کرو۔ (مشکوٰۃ)

۱۹۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دیکھنا تم لوگ تجارتی مال کے بازار میں پہنچنے اور اترنے سے پہلے خریدنے کی کوشش مت کیا کرو۔

(مشکوٰۃ صہ۲۴۴ بحوالہ بخاری و مسلم)

۲۰۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دیکھنا تم لوگ کئی کئی سالوں کے سودے مت کیا کرو۔

(مسلم شریف صہ۱۱ جلد ۲)

۲۱۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سود کے سلسلہ میں آیت "فلہ ما سلف وامرہ الی اللہ" کے تحت ایک روایت نقل کی ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اے ام المومنین کیا آپ زید بن ارقم سے بھی واقف ہیں یا نہیں۔ آپ نے جواب فرمایا کہ ہاں، میں ان سے واقف ہوں۔ اس پر اس عورت نے عرض کیا۔ کہ میں نے اُن کے ہاتھ ایک غلام آٹھ سو میں کچھ دن کے ادھار پر بیچ دیا تھا۔ لیکن ابھی مدت پوری نہ ہونے پائی تھی کہ وہ رقم کی طرف سے محتاج ہو گیا۔ تو میں نے اس سے واپس دوبارہ وہ غلام چھ سو میں خرید لیا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تو نے بہت بُرا کیا ہے۔ جا زید کو بھی یہ بات پہنچا دے کہ اگر وہ اس بات سے توبہ نہ کریں تو ان کا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی کا جہاد وغیرہ سب بیکار ہو جائے گا۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ یا ام المومنین یہ تو فرمائیں۔ اگر میں وہ دو سو لینا چھوڑ دوں اور صرف چھ سو میں لے کر بس کروں تو کیا پھر بھی کوئی مضائقہ ہے۔ اس پر انہوں نے فرمایا۔ ہاں، پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی "فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ فَانْتَهٰى فَلَهُ مَا سَلَفَ" یعنی آسمانی ہدایت آجانے کے بعد جو سُود سے رُک گیا۔ اس کے لئے گزشتہ کے کئے ہوئے پر کوئی مواخذہ نہیں، واللہ اعلم بالصواب (تفسیر ابن کثیر صہ۳۲۷ جلد ۱)

۲۲۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو انسان مخابرہ کو ترک نہیں کرتا۔ اس کو خداوند تعالیٰ اور اس کے رسول پاکؐ کی طرف سے اعلانِ جنگ قبول کر لینا چاہیئے۔ (ابن کثیر صہ۳۲۷ ج ۱)

(نوٹ) مخابرہ اس کو کہتے ہیں کہ کوئی زمیندار مزارع کو اپنی زمین زراعت کے لئے اس شرط پر دے کہ اس کی پیداوار میں سے مثلاً چالیس من یا پچاس من تو میرا ہوگا۔ اور باقی تیرا۔

(تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۳ صہ۱۱)

۲۳۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ سونے کا سودا سونے ہی سے کیا کرو۔ یا چاندی کا سودا چاندی سے، یا گندم کا گندم سے یا جَو کا جَو سے، یا چھوہاروں کا چھوہاروں سے تو پھر ان میں دو باتوں کا لازمی خیال رکھنا۔ ایک تو یہ یاد رکھنا کہ ان میں طرفین سے بالکل برابر وزن ہونا چاہئے دوسرے یہ کہ نقد انقدی سودا کریں۔ ادھر لیں ادھر دے دیں۔ اگر کسی شخص نے زیادہ دیا، یا زیادہ لیا تو وہ سُود کا لینے والا کہلائے گا۔ اور اس معاملہ میں لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔

(مسلم شریف صہ۲۵۔ جلد ۲)

۲۴۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے تقریباً یہی باتیں بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ ہاں۔ اگر ان میں سے سودا مختلف جنس کے ذریعہ کیا جائے۔ مثلاً سونے کے بدلے چاندی یا گندم کے بدلے جَو وغیرہ سے، تو پھر وزن کم یا زیادہ ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس صورت میں بھی یہ ضروری ہے۔ کہ یہ سودا بھی نقداً نقدی ہو۔ یعنی ادھر لے اور ادھر دے۔

(مسلم شریف صہ۲۵، جلد ۲)

۲۵۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نر یا مادہ جانور کی پُشت یا پیٹ میں نطفہ یا حمل کا سودا کرنے کو بھی سُود قرار دیا ہے۔ (کنز العمال صہ۶۲ جلد ۴)

غرضیکہ اس قسم کے اور بھی بہت سے غلط قسم کے تجارتی معاملات ہوتے ہیں جن میں ہم لوگ مسائل سے ناواقف ہونے کی بنا پر مبتلا ہوتے رہتے ہیں یہی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانۂ خلافت میں کسی جاہل تاجر کو بازار میں تجارت کرنے کی اجازت نہیں دیا کرتے تھے جب تک کہ وہ تجارت کے مسائل نہ سیکھ آئے (دیکھئے کنز العمال صہ۶ جلد ۴)

اب آپ سے التجا ہے کہ خدارا اپنی آخرت کا کچھ فکر کیجیئے، اور تمام سودی کاروبار سے بچ کر تجارت کرنے کی کوشش کیجیئے، اگر آپ کو اس سلسلہ میں مسائل معلوم نہیں ہیں۔ تو کوشش سے معلوم کیجیئے کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ حضرت عمرؓ جیسا انسان تو اس سود سے بچنے کی فکر میں اپنے زمانۂ خلافت میں حلال کی کمائی کے ذریعوں میں سے دس حصوں میں سے نو حصوں کو سُود کے ڈر سے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اور ایک ہم ہیں۔ کہ کسی بھی تجارتی معاملہ میں کبھی، کسی شکل میں سُود کا خیال تک نہیں لاتے ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجا تا بکجاست!

حمد باری تعالےٰ

جناب راسخ عرفانی صاحب

لے کر ترا سہارا اے مالکِ دو عالم
کرتا ہوں غم گوارا اے مالکِ دو عالم

اکثر تجھی کو غم میں بیتاب ہو کے مَیں نے
بے ساختہ پکارا اے مالکِ دو عالم

مرغِ چمن ہیں نالاں اور گُل نہیں رہے ہیں
تیرا ہے کھیل نیارا اے مالکِ دو عالم

ہر گُل سے ہر شجر سے ہر گلستاں سے تیری
قدرت ہے آشکارا اے مالکِ دو عالم

اہلِ خرد کے فہم و ادراک سے ہے بالا
تیرا نظام سارا اے مالکِ دو عالم

بیدار کر کے تو نے سونے کے بعد مجھ کو
دی زندگی دوبارا اے مالکِ دو عالم

جو کام کج روی سے مَیں نے بگاڑ ڈالے
تو نے انہیں سنوارا اے مالکِ دو عالم

سجدے میں گر کے شب کی تنہائیوں میں اکثر
مَیں نے تجھے پکارا اے مالکِ دو عالم

تیرے کرم سے جاگے راسخ کا بختِ خفتہ
کر دے جو تو اشارا اے مالکِ دو عالم

از حکیم حافظ محمد یوسف چغتائی کھروڑپکا

کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ

ترجمہ: ... ہر جاندار موت کا ذائقہ چکھے گا۔

(سلسلہ کے لئے دیکھیں خدام الدین ۲۷ نومبر ۱۹۵۹ء)

سب سے بڑی چیز جو ہے وہ باری تعالےٰ سے ڈرنا ہے۔ اور اس دن کے لئے تیاری کرنی ہے۔ جس دن حساب ہوگا۔ کوئی کسی کا یار ہوگا نہ مددگار۔ نہ باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہوگی فرمایا باری تعالےٰ نے اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ترجمہ۔ بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے۔ باری تعالےٰ کی پکڑ سے دُنیا کی کوئی طاقت نہیں چھڑا سکتی دُنیا میں سفارش سے کام چل جاتا ہے۔ رشوت خوری سے کام چل جاتا ہے۔ ظالم کے ظلم سے گھبرا کر کام ہو جاتا ہے۔ لیکن وہاں عملوں سے کام بنے گا۔ لیکن اللہ تبارک وتعالےٰ خوب جانتا ہے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝

ترجمہ:۔ اللہ پر چھپی نہیں کوئی چیز زمین میں نہ آسمان میں۔ غرضیکہ جو کچھ ہم کرتے ہیں۔ ظاہر یا باطن میں وہ اللہ تبارک تعالےٰ کے علم میں ہے۔ دُنیا سے چھپایا جا سکتا ہے۔ لیکن مالک حقیقی اُسے خوب جانتا ہے۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالےٰ اور آپ کے حبیبؐ کے فرمائے ہوئے احکام پر عمل کرنا چاہیئے۔

جناب معاذؓ کہتے ہیں کہ میں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ ؐ سے یہ عرض کیا۔ کہ آپ مجھ کو کوئی ایسا عمل (کام) بتلائیں۔ جو مجھ کو جنت میں لے جائے۔ اور (دوزخ) کی آگ سے دُور رکھے۔ آپؐ نے فرمایا (معاذؓ) تو نے ایک ایسی بڑی بات پوچھی ہے۔ لیکن یہ (امر اہم) اُس شخص پر آسان ہے جس کو خدا اس کی توفیق دے۔ اور اس پر اُس کو آسان کر دے۔ (صرف) خدا کی عبادت کر۔ کسی کو اُس کا شریک نہ بنا۔ نماز پڑھ زکوٰۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھ اور خانہ کعبہ کا حج کر۔ معاذؓ کہتے ہیں۔ کہ اس کے بعد رسول اللہؐ نے فرمایا کیا میں تجھ کو نیکی کے (دروازے) (طریقے) بھی بتلا دوں (سن) روزہ ڈھال ہے جو دوزخ کی آگ کے حملوں سے بچاتی ہے) اور صدقہ (خیرات) گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ (اور اس طرح) رات میں انسان کا نماز پڑھنا یعنی تہجّد ادا کرنا گناہوں کو بجھا دیتا ہے معاذؓ کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارک تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَعْمَلُوْنَ تک پڑھی جس میں تہجّد کی نماز پڑھنے والوں کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ اور اس کے بعد فرمایا (معاذؓ) کیا میں تجھ کو اس امر کا سر اور ستون اور کوہان کی بلندی بھی بتا دوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ضرور بتلائیے۔ اس امر اہم کا سر یعنی اصل (بنیاد) اسلام ہے۔ اور ستون نماز ہے اور کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ معاذ کیا میں تجھ کو ان تمام باتوں کی جڑ اصل بنیاد نہ بتا دوں۔ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہؐ ضرور بتلائیے۔ آپؐ نے اپنی زبان مبارک پکڑی کہ تو اس کو قابو میں رکھ میں نے عرض کیا یا نبی اللہؐ کیا ہم ان الفاظ کے جواب دہ ہوں گے۔ جو اپنی زبان سے بولتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا معاذؓ تجھ کو تیری ماں گم کرے۔ لوگوں کو نہیں ڈالا جائے گا۔ دوزخ کے اندر مُنہ کے بل یا ناک کے بل مگر ان کی بدزبانی کی وجہ سے مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ،

انسان کو چاہیئے کہ اپنی زبان سے ہر لمحہ ہر گھڑی توبہ استغفار کرے۔ اور زبان سے نیک کلمات کہنے کی کوشش کرے۔ فرمایا۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (پ ۴ ع ۱۴)

ترجمہ:۔ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالےٰ کے ذمہ ہے وہ تو اُن ہی کی ہے۔ جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں۔ پھر قریب ہی وقت میں توبہ کر لیتے ہیں۔ سو ایسوں پر تو خدا تعالےٰ توجہ فرماتا۔ اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا اور حکمت والا ہے

الحاصل

توبہ سے انسان کے گناہ باری تعالےٰ معاف فرما دیتا ہے سو آنحضرتؐ کے ارشاد مبارک کی پیروی کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی سے آخرت میں نجات ہوگی۔

عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہؐ نے جو شخص اس امر کی گواہی دے یعنی (زبان سے اقرار کرے اور دل سے سچ جانے) کہ خدا ایک واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور یہ کہ محمدؐ خدا کے بندے اور خدا کے رسول ہیں۔ اور یہ کہ عیسےٰ خدا کے بندے ہیں۔ خدا کے رسول خدا کی بندی کے بیٹے اور خدا کے کلمہ ہیں جن کو خدائے تعالےٰ نے مریم کی جانب ڈالا اور خدا کی بھیجی ہوئی رُوح ہیں۔ اور یہ کہ بہشت اور دوزخ حق (سچ) ہیں۔ خدا اس شخص کو جنّت میں داخل کرے گا۔ خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں۔ (بخاری۔ مسلم)

مطر بن عکاسؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ جب خداوند تعالےٰ کسی شخص کی موت کو کسی زمین میں مقدر کر دیتا ہے۔ تو اس زمین کی طرف سے اس کی حاجت کو کبھی پیدا کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ وہاں جانے پر مجبور ہو اور وہاں جا کر موت کا شکار ہو۔

(احمد۔ ترمذی)

حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ بندہ اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک ان چار باتوں کا یقین نہ رکھے۔

(۱) اس امر کی شہادت دینا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور میں خدا کا رسولؐ ہوں۔ مجھ کو خدا نے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔

(۲) موت کو حق جانے۔

(۳) (مرنے) موت کے بعد جی اُٹھنے (دوبارہ زندہ ہونے) کو سچ مانے۔

(۴) اور تقدیر پر ایمان رکھے۔

جابرؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہؐ نے کہ جب میت کو قبر کے اندر دفن کر دیا جاتا ہے۔ تو اس کے سامنے غروب آفتاب کا نقشہ یعنی وقت پیش کیا جاتا ہے۔ پس اگر وہ مومن ہے تو وہ ہاتھوں سے آنکھیں ملتا ہوا اُٹھ بیٹھتا ہے۔ کہ مجھ کو چھوڑ دو تاکہ میں نماز پڑھ لوں۔ حاصل یہ کہ نماز ایک ایسی پاک اور نجات دلانے والی چیز ہے۔ جو قبر میں بھی انسان کو چین نہیں دے گی۔ کہ جاگ بندے میرا وقت ہے۔ اپنا فریضہ ادا کرے۔ کوئی بڑی بات نہیں کہ اسی عمل سے بھی نجات مل جائے۔ ایک حدیث مبارک میں آیا ہے۔

جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے حق تعالےٰ پانچ طرح سے اُس کا آرام و اعزاز فرماتے ہیں۔ ایک یہ کہ اُس پر سے رزق کی تنگی ہٹا دی جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ عذاب قبر ہٹا دیا جاتا ہے تیسرے یہ کہ قیامت کو اُس کے اعمال نامے دائیں ہاتھ سے دیئے جائیں گے جن کا حال سورۃ الحاقہ میں مفصّل مذکور ہے کہ جن لوگوں کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ وہ نہایت خوش و خرم ہر شخص کو دکھاتے پھریں گے اور چوتھے یہ کہ پُلصراط سے بجلی کی طرح گزر جائیں گے پانچویں یہ کہ حساب سے محفوظ رہیں گے اور جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے۔ اسے پندرہ طرح سے عذاب ہوتا ہے۔ پانچ طرح

دنیا میں اور تین طرح موت کے وقت اور تین طرح قبر میں اور تین طرح سے قبر سے نکلنے کے بعد دنیا کے پانچ تو یہ ہیں اول یہ کہ اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی۔ دوسرے یہ کہ صلحاء کا نور اس کے چہرے سے ہٹا دیا جاتا ہے تیسرے یہ کہ اس کے نیک کاموں کا اجر ہٹا دیا جاتا ہے چوتھے یہ کہ اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں پانچویں ۴ اور موت کے وقت کے تین عذاب یہ ہیں کہ اول ذلت سے مرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ بھوکا مرتا ہے تیسرے پیاس کی شدت میں موت آتی ہے۔ آگ سمندر بھی پی جائے تو پیاس نہیں بجھتی۔ قبر کے تین عذاب یہ ہیں۔ اول یہ کہ قبر اس پر اتنی تنگ ہو جاتی ہے۔ کہ پسلیاں ایک دوسرے میں دھنس جاتی ہیں۔ دوسرے قبر میں آگ جلا دی جاتی ہے تیسرے قبر میں اس پر ایک سانپ اس پر ایسی شکل کا مسلط ہوتا ہے جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں۔ اور ناخن لوہے کے اتنے لمبے کہ ایک دن پورا چل کر ان کے ختم تک پہنچ جائے۔ میت کو زخمی کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے میں ہوں گنجا سانپ اس کی آواز بجلی کی کڑک کی مانند ہوتی ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھ پر مسلط کیا ہے۔ کہ تجھے صبح کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے آفتاب کے نکلنے تک مارے جاؤں اور ظہر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے عصر تک مارے جاؤں۔ اور پھر عصر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے غروب تک اور مغرب کی نماز کی وجہ سے عشاء تک مارے جاؤں۔ پھر وہ ایک دفعہ جب اسے مارتا ہے۔ تو اس کی وجہ سے وہ مردہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے اس طرح قیامت تک اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔ اور قبر کے نکلنے کے بعد کے تین عذاب یہ ہیں۔ ایک حساب سختی سے کیا جائے گا۔ دوسرے حق تعالیٰ شانہ کا غصہ اس پر ہو گا تیسرے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ کل میزان چودہ ہوئیں۔ پندرہویں۔ ایک روایت یہ بھی ہے۔ اس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ پہلی سطر اللہ کے حق کو ضائع کرنے والے۔ دوسری سطر۔ اللہ کے غصہ کے ساتھ مخصوص تیسری سطر جیسا کہ تو نے دنیا میں اللہ کے حق کو ضائع کیا۔ آج تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

ضروری اعلان

برادران اسلام اپنے زکوٰۃ وصدقات وخیرات کے موقعوں پر مدرسہ تعلیم القرقان کے غریب اور یتیم طلباء کو بھی یاد رکھیں جس کی سالانہ پانچویں روداد بھی شائع ہو چکی ہے۔ جو کہ تقریباً ۶ سال سے قرآن مجید کی خدمت کر رہا ہے۔ اور آپ جیسے مخیّر حضرات کی توجہ سے ہی یہ ادارہ چل رہا ہے۔

الداعی الی الخیر

قاری محمد دین ناظم مدرسہ تعلیم القرقان مریڑ حسن راولپنڈی

بقیہ گھریلو زندگی صفحہ ۶ سے آگے

پڑیاں اور پودے مدراس، آسام، بنگال کیرالا وغیرہ سے صرف کثیر کر کے منگوایا کرتے تھے اور بڑی رغبت اور خوشی سے ان کی حفاظت کرتے تھے۔ دارالعلوم کے چمن کی ساری ترتیب اور اس میں نادر پودے حضرتؒ ہی کی توجہ کے مرہون کرم ہیں۔ بیشتر حضرتؒ ہدایا اور تحفہ کی طرف توجہ فرماتے تھے اور عموماً ہر چیز تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ مگر پودے اور پڑیاں اور عطر بڑی رغبت سے قبول فرماتے تھے۔ اور کئی منٹ تک اپنے ہاتھوں میں لئے محظوظ ہوتے رہتے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے ایک پودا پیش فرمایا جو بظاہر کوئی گھاس معلوم ہوتی تھی۔ حضرت فوراً اٹھے اور اسی وقت اپنے سامنے اس کو کیاری میں لگوایا اور پانی دیا۔ میرے ذہن میں اس وقت یہ بات آئی کہ یہ صاحب بہت ذہین ہیں۔ رغبت کا انہیں علم ہو گا۔ ملاقات کرنے چلے تو راستہ کے کسی کھیت سے یہ گھاس اکھاڑ لائے۔

مہمان خانہ کے صحن میں ایک درخت تھا جس میں نہایت خوشبودار زرد پھول لگتے تھے۔ صورت میں وہ بالکل ببول سے مشابہ تھے۔ حضرت وہ درخت مدینہ طیبہ سے لائے تھے اور بڑے شوق اور چاہت سے اس کے نیچے بیٹھتے تھے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ اسی جنس کا وہ درخت تھا کہ جس کے نیچے وہ عظیم الشان بیعت ہوئی تھی۔ جس کو اسلامی تاریخ میں "بیعت رضوان" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

خوشبو سے رغبت کا یہ عالم تھا کہ کپڑے بدلنے سے پہلے ان کو "اگر" کی خوشبودار لکڑی کا دھواں دیا کرتے تھے، عطر تیل کی طرح شیشی سے ہتھیلیوں پر انڈیلتے اور پھر کپڑوں پر لگاتے تھے۔ راستہ میں اگر کوئی پودا پھولوں کا نظر آتا تو فوراً ٹھہر کر پھول توڑتے اور جب تک ممکن ہوتا ہاتھوں میں لیتے رہتے اور وقتاً فوقتاً سونگھتے رہتے۔ مشغولیت کے وقت یہ پھول احتیاط سے ٹوپی میں رکھ کر ٹوپی زیب سر فرما لیتے۔ حتیٰ کہ رات کو استراحت فرماتے وقت بھی یہ مرجھائے ہوئے پھول جدا نہ ہوتے اور سرہانے جگہ پاتے۔ مطالعہ کے لئے کوئی مخصوص کمرہ یا لائبریری نہ تھی۔ ایک بڑے کمرے کا درمیانی حصہ کتابوں کی معمولی الماریوں سے گھر کر خود بخود الگ سا ہو گیا تھا۔ اس میں ایک چٹائی پر ہرن چیتل یا پہاڑی بکرے کی کھال بچھی ہوتی تھی اور چمڑے کا ایک گاؤ تکیہ سہارے کے لئے رکھا ہوتا تھا۔ جس میں کھجور یا تاڑ اور ناریل کی چھال بھری ہوتی تھی چاروں طرف کتابوں کے ڈھیر ہوتے تھے اور سامنے کاغذات کا ایک انبار ہوتا تھا جو درخواستوں خطوط مضامین دارالعلوم کی فائلوں اور دوسری یادداشتوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ اسی چٹائی کے پیچھے کی جانب ایک لکڑی کے تختہ پر معمولی سا ایک اسٹیل کا بکس ہوتا تھا۔ جس میں چند جوڑے موٹے کھدر کے معمولی کپڑے ہوتے تھے اور اس بکس کے قریب ایک کھونٹی پر حضرت اپنی شیروانی عبا اور عمامہ ٹانگ دیا کرتے تھے۔ یہی مطالعہ گاہ حضرت کی عبادت گاہ بھی تھی۔ تہجد۔ نوافل۔ ذکر مراقبہ اور دوسرے اذکار و اوراد روحانی وہیں ادا فرماتے تھے۔ اور دنیا کی ۸۲ سالہ زندگی میں صرف یہی کمرہ اور اس کی اشیاء جو کتابوں پر مشتمل تھیں حضرت کا مال متاع تھا۔

اس مطالعہ گاہ کے ایک جانب حضرت کی چارپائی تھی اور دوسری جانب وضو کی چوکی تھی۔ چارپائی ہمارے بچپن تک خالی پڑی رہتی تھی اور چٹائی پر ہی استراحت فرمایا کرتے تھے۔ مگر کم و بیش ۱۵ برس سے چوبیس گھنٹوں میں صرف تین گھنٹے کے لئے یہ چارپائی استعمال میں آنے لگی تھی۔ مگر یہ تین گھنٹے مسلسل و متواتر نہ تھے۔ بلکہ دوپہر کے کھانے کے بعد آدھ گھنٹہ اور رات کو ساڑھے بارہ یا ایک بجے کے بعد تقریباً ڈھائی گھنٹہ پر منقسم تھے۔

اکثر فرماتے تھے کہ "میری خواہش ہے کہ میرے گھر میں جانوروں کی ضروریات کے علاوہ اور کوئی چیز نہ ہو۔"

از جناب امیر عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی شیخوپورہ

ماخوذ از "جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام" علامہ شمس الدین ابو عبداللہ ابن قیمؒ

فضائل درُود شریف

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ پ۲۲ ع۴۔

ترجمہ ۔ اللہ اور اس کے فرشتے رسولؐ پر رحمت بھیجتے ہیں ۔ اے ایمان والو! تم بھی اس پر رحمت بھیجو اور سلام کہہ کر سلام بھیجو۔

(مطلب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی کی ثناء و تعظیم رحمت و عاطفت کے ساتھ کی جائے۔ پھر جس کی طرف "صلوٰۃ" منسوب ہوگی ۔اسی کی شان و مرتبہ کے لائق ثنا و تعظیم اور رحمت و عطوفت مراد لیں گے۔ جیسے کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر اور بیٹا باپ پر۔ بھائی بھائی پر مہربان ہے یا ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے ۔ تو ظاہر ہے جس طرح کی محبت اور مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے ۔اس نوعیت کی بیٹے کی باپ پر نہیں ہے اور بھائی کی بھائی پر ان دونوں سے جداگانہ ہوتی ہے ۔ ایسے ہی یہاں سمجھ لو۔ اللہ بھی نبی کریم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ یعنی رحمت و شفقت کے ساتھ آپؐ کی ثنا اور اعزاز و اکرام کرتا ہے اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں۔ مگر ہر ایک کی صلوٰۃ اور رحمت و تکریم اپنی شان اور مرتبہ کے موافق ہوگی ۔آگے مومنین کو حکم ہے کہ تم بھی صلوٰۃ اور رحمت بھیجو۔ اس کی حیثیت ان دونوں سے علیحدہ ہونی چاہیئے ۔علماء نے کہا کہ اللہ کی صلوٰۃ رحمت بھیجنا اور فرشتوں کی صلوٰۃ استغفار کرنا اور مومنین کی صلوٰۃ دُعا کرنا ہے۔

حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ! سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا ۔یعنی نماز کے تشہد میں جو پڑھا جاتا ہے ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔صلوٰۃ کا طریقہ بھی ارشاد فرمایئے جو نماز میں پڑھا کریں۔ آپؐ نے یہ درود شریف تلقین کیا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

غرض یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا کہ تم بھی نبی پر صلوٰۃ (رحمت) بھیجو۔ نبی نے بتلا دیا ۔کہ تمہارا بھیجنا یہی ہے کہ اللہ سے درخواست کرو کہ وہ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابدالآباد تک نبی پر نازل فرماتا رہے۔ کیونکہ اسکی رحمتوں کی کوئی حد و انتہا نہیں۔ یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اس درخواست پر جو مزید رحمتیں نازل فرمائے وہ ہم عاجز و ناچیز بندوں کی طرف منسوب کر دی جائیں گویا ہم نے بھیجی ہیں ۔حالانکہ ہر حالت میں رحمت بھیجنے والا وہی اکیلا ہے۔ کسی بندہ کی کیا طاقت تھی کہ سید الانبیاء کی بارگاہ میں ان کے رتبہ کے لائق تحفہ پیش کر سکتا۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رح لکھتے ہیں۔ اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور ان کے ساتھ ان کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے ۔اُن پر ان کے لائق رحمت اُترتی ہے اور ایک دفعہ مانگنے سے دس رحمتیں اُترتی ہیں مانگنے والے پر۔ اب جس کا جتنا جی چاہے اتنا حاصل کرلے (حضرتؒ مولانا عثمانیؒ)

فوائد و ثمرات درُود شریف

(جو درود جناب رسول اکرمؐ سے ماثورہ ہیں انہیں میں سے کسی ایک کا وِرد کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ دُوسرے دُرودوں میں وُہ نورانیت وہ تجلّی وہ اثر نہ ہوگا۔)

(۱) یہ خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے ۔ (۲) خدا تعالیٰ کی صلوٰۃ کی موافقت ہوتی ہے ۔ اگرچہ دونوں کی صلوٰۃ میں فرق ہے ۔اس لئے کہ ہماری صلوٰۃ دُعا و سوال ہے اور اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ ثنا و انعام ہے ۔ (۳) صلوٰۃ ملائکہ کی موافقت ہوتی ہے (۴) ایک مرتبہ پڑھنے سے دس رحمتیں پڑھنے والے پر نازل ہوتی ہیں (۵) پڑھنے والے کو دس درجے ثواب و فضیلت کے عطا ہوتے ہیں (۶) ایک بار پڑھنے سے دس نیکیاں اعمال میں بڑھائی جاتی ہیں (۷) ایک بار پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں (۸) اگر دُعا سے پہلے پڑھ لیا جائے تو دُعا کی قبولیت کا باعث ہو جاتا ہے ۔کیونکہ بغیر صلوٰۃ کے دعا آسمان اور زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے ۔ (۹) اس کا ورد آپؐ کی شفاعت میں داخل ہونے کا سبب ہے ۔خواہ اس کو دعائے وسیلہ کے ساتھ ملا لیا جائے یا تنہا پڑھا جائے (۱۰) درود گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے ۔ (۱۱) انسان کو افکار و آلام سے نجات دلانے کا باعث ہے (۱۲) قیامت کے دن آپؐ سے قربت حاصل کرنے کا سبب ہے (۱۳) مفلس و غریب انسان کے لیئے اس کا پڑھنا صدقہ کا قائم مقام ہے (۱۴) دنیاوی حاجتیں اس کے پڑھنے سے پوری ہو جاتی ہیں (۱۵) پڑھنے والوں پر خدا تعالیٰ اور فرشتوں کی صلوٰۃ واقع ہونے کا سبب ہے (۱۶) مُصلّی کے لیئے زکوٰۃ و طہارت ہے ۔ (۱۷) انسان کیلئے اس کا ورد قبل موت جنت کی بشارت ہے ۔ (۱۸) آنے والی قیامت سے محفوظ رہنے کا باعث ہے (۱۹) رسول اللہؐ درود پڑھنے والے اور سلام کرنے والے کو جواب فرماتے ہیں۔ (۲۰) اس کے ورد سے انسان کو بھولی ہوئی شئے اور بات یاد آجاتی ہے (۲۱) اس کا پڑھنا مجلس کو پاک کر دینے کا باعث ہے ۔اور جس مجلس میں پڑھا جائے گا ۔اس کے بیٹھنے والے قیامت کے دن حسرت سے بچے رہیں گے ۔(۲۲) اس کا پڑھنا فقر و فاقہ کے دُور کرنے کا سبب ہوتا ہے ۔(۲۳) آپ کے ذکر کے وقت اگر پڑھا جائے تو پڑھنے والے کو بخل کی بُری صفت سے بچاتا ہے (۲۴) آپؐ کے ذکر کے وقت جو شخص پڑھے وہ رغم انف رجل (دشمنوں) کی بد دُعا سے جو ایسے موقعہ پر نہ پڑھنے والے کے لئے آپ نے فرمائی ہے ۔محفوظ رہتا ہے ۔(۲۵) اپنے پڑھنے والے کو جنت کے راستہ پر لگا دیتا ہے (۲۶) کسی مجلس میں اس کے نہ پڑھنے اور خدا کا ذکر نہ کرنے سے جو گندگی پیدا ہونا لازمی ہے ۔ وہ اس کے پڑھنے سے پیدا نہیں ہوتی ۔(۲۷) جس کلام کی ابتدا خدا تعالیٰ کی ثنا و حمد سے ہو ۔اس کی تکمیل بخیر پر ہونے کا باعث ہے (۲۸) اپنے پڑھنے والوں کے لئے قطع پلصراط کے وقت کثرت نور کا باعث ہے ۔(۲۹) اس کا ورد انسان کو الزام جفا علی الرسول اللہ (رسول اللہؐ کے ساتھ بیوفائی اور غداری) سے بچاتا ہے (۳۰) مصلّی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھی تعریف کیئے جانے کا باعث ہے ۔(۳۱) اس کا ورد مصلی کی ذات اور عُمر و عمل میں برکت کا باعث ہے ۔اس لئے کہ وہ آپ کے لیئے اور آپ کی آل کے لیئے برکت کی دُعا کرتا ہے ۔ (۳۲) اللہ تعالیٰ کی رحمت پڑھنے والے پر نازل ہونے کا وسیلہ ہے ۔

(۳۳) اس کا پڑھنا آپ کی محبت کے دوام و رسوخ و زیادتی کا باعث ہے۔ جو درحقیقت ایسی چیز ہے کہ بغیر اس کے انسان کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ محبوب کا ذکر زبان پر اور اس کی یاد دل میں جس قدر زیادہ ہوگی اتنا ہی اس کا حُب اور شوق بڑھے گا۔ اور جتنا حُب و شوق بڑھے گا اتنی ہی زبان اُسکی ذکر و مدح و ثنا میں مشغول رہیگی۔ گویا یہ دونوں باتیں ایک دُوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں۔ کسی محب کی آنکھ اور دل کے لئے محبوب کی رویت اور اور اس کے ذکر و فکر سے زیادہ کوئی دوسری شے محبوب نہیں اور جس کا نتیجہ یہ ہے کہ محب کو محبوب کے سوا نہ تو کچھ یاد رہتا ہے اور نہ نظر آتا ہے۔ دل و جگر جسم و جان چشم و زبان سب اُسی کے ہو جاتے ہیں۔ (جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے) کا عالم نظر آتا ہے۔ تجربہ و مشاہدہ اس کا شاہد عادل ہے۔

واقعی مومن کا دل ایسا ہی ہونا چاہیئے کہ خدائے تبارک وتعالیٰ کی توحید۔ اور رسول پاکؐ کی یاد اس میں کالنقش فی الحجر ہو جائے۔ کوئی سبب کوئی حادثہ کوئی علت اس کو مٹا نہ سکے۔ بہر حال دوام ذکر چونکہ دوام محبت کا سبب ہے۔ اور خداؔ اس دوام محبت و کمال تعظیم و اجلال کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ اس نے جابجا اپنی کتاب پاک میں کثرت ذکر کی تاکید فرمائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مفرد لوگ دوسروں پر سبقت لے گئے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مفرد لوگ کون ہیں۔ آپؐ نے فرمایا خدا کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے۔

(۳۴) آپؐ پر درود پڑھنا۔ آپؐ کی محبت کا باعث ہے اور ضرور ہے کہ جس کو آپؐ سے محبت ہو آپؐ کو بھی اس سے محبت ہو (۳۵) درود شریف پڑھنا مصلی کی ہدایت و حیات قلب کا باعث ہے۔ جس قدر درود شریف کی کثرت کی جائیگی۔ اتنی ہی قلب پر آپؐ کی محبت غالب ہوگی۔ اور جتنی آپؐ کی محبت غالب ہوگی۔ اسی قدر آپ کے اوامر و نواہی۔ آپ کی رسالت و صداقت اور حقانیت دل میں مستحکم ہوگی۔ حتیٰ کہ کوئی طاقت کوئی کوشش اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ ڈال سکے گی۔ اس محبت کے غلبہ کی وجہ سے مصلی جس قدر ان امور کے مطالعہ میں سعی و اہتمام کرے گا۔ اسی قدر علوم دین کی باریکیاں انواع فلاح و ہدایت کے اسرار اس پر منکشف ہوتے جائیں گے۔ اور پھر جتنی بصیرت و معرفت اس کو ان امور میں زیادہ ہوتی جائے گی۔ اتنا ہی جذبات صداقت و حقانیت سے مغلوب ہو کر وہ درود وصلوٰۃ سے تر زبان رہے گا۔ (۳۶) درود شریف پڑھنے والے کا ذکر آپ کے حضورؐ میں کیا جاتا ہے۔ کسی اُمتی کے واسطے اس سے زیادہ اور کیا کرامت ہوگی۔

(۳۷) آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے عالم خواب میں اپنی اُمت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ پلصراط پر بچوں کی طرح گھسٹتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ کبھی گھسٹنے لگتا ہے اور کبھی لٹک جاتا ہے۔ اسی اثناء میں جو شخص درود مجھ پر پڑھا کرتا تھا آیا۔ اور اسے پاؤں کے بل کھڑا کر کے نکال لے گیا۔

(۳۸) اگرچہ آپ کے انعامات و احسانات امت پر اس قدر ہیں کہ ان سے عہدہ برآ ہونا علماً و قدرتاً و ارادۃً امت کے لئے قطعی نا ممکن ہے۔ لیکن درود پڑھنے میں پھر بھی کچھ نہ کچھ شکر و سپاس کی ادائیگی مقصود ہے خدا تعالےٰ کا یہ بہت بڑا انعام ہے کہ وہ اپنے رسول پاکؐ کے احسانات کثیرہ کے مقابلہ میں بندوں کی اتنی سی شکر گزاری کو قبول فرما لیتا ہے۔

(۳۹) درود شریف کا پڑھنا خدا کے ذکر و شکر اور اس انعام عام کی معرفت پر شامل ہے جو اس نے اپنے رسولؐ پاک کو مبعوث فرما کر مخلوق پر کیا ہے۔ گویا اس طریق سے درود شریف ذکر اللہ اور ذکر رسول اور اس سوال پر متضمن ہے کہ اے خدا تعالیٰ تیرے برگزیدہ و مقبول رسولؐ نے تیرے اسماء و صفات کی تعلیم سے اور تیرے پسندیدہ طریقوں کی جانب ہدایت کرنے سے ہم پر جو احسانات فرمائے ہیں۔ تو ان کا بدلہ اپنی صلوٰۃ کے ساتھ اس بلند مرتبہ نبی پاک کو اس کی شان و قدر کے لائق عطا فرما۔

حاصل یہ ہے کہ درود شریف ایمان کامل ٹھہریگا

(۴۰) درود شریف انسان کی اللہ تعالیٰ سے ایک دعا ہے۔ دُعا کی دو صورتیں ہوا کرتی ہیں ایک تو یہ کہ دن رات جو ضرورتیں پیش آتی رہتی ہیں۔ براہ راست صاف صاف خداتعا سے اُنکے انجاح (پورا کرنے) اور روا کرنے کا سوال کیا جائے دوسری یہ کہ اپنے سوال کو تاخیر میں ڈال کر اس کا مقدمہ یہ قائم کیا جائے کہ اے اللہ تو اپنے خلیل و حبیبؐ کے مراتب تکریم و تشریف میں اضافہ فرما۔

اگر درود شریف پڑھنے سے اور کوئی فائدہ حاصل نہ ہو۔ یہ ایک فائدہ ہی کیا کم ہے جو شخص آپ کی اُمت کو محض حسبتہ اللہ و رضائے رسول آپ کی سنت و دین مستقیم کی دعوت کر کے آپ کے واسطے خدا تعالےٰ کے حضور سے کثرت اجور اور مراتب کی زیادتی کا خواہاں ہے۔ اپنی حسن نیت و تعلیم دین و ارشاد صراط مستقیم کی وجہ سے وہ بھی اس نعمت کامل سے ہمیشہ بہرہ یاب ہوتا رہے گا بمصداق اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ (بتلانے والا کرنے والے ہی کے برابر ہوتا ہے)۔

ان فوائد کے علاوہ درود شریف پڑھنے میں ایک اور فائدہ بھی ہے جو اپنی نوعیت میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ کثرت سے درود شریف پڑھنے والوں کو اکثر خواب کے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ جو شخص حلیہ شریف کے مطابق آپ کو خواب میں دیکھے اس کی خواب رویائے صادقہ و صالحہ ہے۔ موافق حلیہ کی قید اس واسطے لگائی گئی ہے کہ شیطان دوسری شکل میں آکر آپ کے نام نامی سے دیکھنے والے کو دھوکا دے سکتا ہے۔ لیکن یہ ناممکن ہے

درود شریف پڑھنے کے مواقع

(۱) سب سے پہلا اور نہایت ہی موکد و اہم موقعہ نماز میں اس کے پڑھنے کا تشہد کے بعد ہے (۲) قنوت کے آخر میں (۳) نماز جنازہ کی دوسری تکبیر کے بعد (۴) جمعہ عیدین اور استسقا کے خطبات میں۔ (۵) اذان کا جواب دینے اور اقامتِ صلوٰۃ کے بعد (۶) دعا مانگتے وقت شروع وسط اور آخر میں (۷) مسجد میں داخل ہونے وقت اور نکلتے وقت (۸) کسی مجلس میں جمع ہونے کے بعد اُٹھنے سے پہلے (۹) ذکر رسول اللہؐ کے وقت (۱۰) موسم حج میں تلبیہ سے فارغ ہونے کے بعد (۱۱) حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت ہے۔ (۱۲) بازار یا کسی دعوت وغیرہ پر جانے کے وقت (۱۳) رات کو سو کر اٹھنے کے وقت ہے (۱۴) ختم قرآن کے بعد ہے (۱۵) جمعہ کا دن ہے (۱۶) مسجدوں سے گزرنے اور ان کے دیکھنے کے وقت۔ (۱۷) تکلیف و شدائد و کثرت غم و ہم و طلب مغفرت کے وقت (۱۸) آپ کا اسم مبارک لکھتے وقت (۱۹) تبلیغ علم و مواعظ و تعلیم مسائل کے وقت (۲۰) صبح اور شام کے وقت (۲۱) کسی گناہ سے معافی چاہنے کے وقت (۲۲) فقر و فاقہ میں مبتلا ہونے کے وقت (۲۳) خطبہ

کے وقت (۲۴) چھینکنے کے وقت (۲۵) وضو سے خارج ہونے کے بعد (۲۶) گھر میں داخل ہونے کے وقت (۲۷) کوئی حاجت پیش آنے کے وقت (۲۸) نماز پنجگانہ کے بعد (۲۹) غریب آدمی کے لئے صدقہ کے عوض میں (۳۰) سوتے وقت (۳۱) ہر بھلائی کی بات چیت شروع کرتے وقت

ارشادات نبویؐ

(۱) ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ سعد بن عبادہؓ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ بشیر بن سعدؓ نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے آپؐ پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ سو ہم کن الفاظ کے ساتھ پڑھا کریں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یوں کہا کرو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَالسَّلَامُ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ۔ اور سلام (تشہد) وہی ہے جو تم کو دیا گیا۔

(۲) عبدالرحمٰنؓ ابن یعلیٰ سے روایت ہے کہ کعب بن عجرہؓ سے ایک روز میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کیا میں ایک تحفہ تمہیں پیش نہ کروں اور وہ یہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو آپؐ پر سلام کرنے کا طریقہ تو معلوم ہو چکا ہے لیکن جب صلوٰۃ پڑھنا چاہیں تو وہ کس طرح پڑھیں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یوں کہا کرو:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

(۳) سعد ابن اسحٰق کعبؓ کے پوتے اپنے باپ سے اور وہ کعبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہؐ نے کسی امر کے متعلق خطبہ سنانے کے لئے ہم لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ ہماری حاضری کے بعد آپؐ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھ کر آمین فرمائی۔ پھر دوسرے پر پھر تیسرے پر۔ جب آپؐ خطبہ سے فارغ ہو کر منبر پر سے اتر آئے تو ہم نے عرض کیا۔ کہ آج حضورؐ سے وہ باتیں سنی گئی ہیں جو اس سے پہلے نہیں سنی گئی تھیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جب میں نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو جبرئیلؑ نے آکر مجھ سے کہا۔ جس شخص نے رمضان کا مہینہ پایا اور اُسکے گناہ معاف نہ ہوئے۔ وہ خدا کی رحمت سے دُور ہو گیا۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں دوسرے پایہ پر چڑھا تو کہا جس شخص کے سامنے تمہارا ذکر کیا گیا اور اس نے درود نہ پڑھا۔ وہ خدا کی رحمت سے دور ہو گیا۔ میں نے کہا آمین۔ پھر تیسرے پایہ پر میں نے قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ جس شخص کے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپا آگیا اور وہ ان کی خدمت نہ کرنے سے جنت میں داخل نہ ہوا۔ خدا کی رحمت سے دُور ہو گیا۔ میں نے کہا آمین۔ (یعنی تینوں قسم کے بد نصیب انسان خدا کی رحمت سے دُور ہیں)

(۴) عبد الملکؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابو حمیدہ ابو اسید دونوں کو کہتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب نکلے تو آپ پر سلام پڑھ کر اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ کہے

(۵) حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ بخیل وہ انسان ہے جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ درود نہ پڑھے۔

(۶) حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہر دعا اور آسمان کے درمیان ایک حجاب ہوتا ہے۔ جبتک کہ درود نہ پڑھا جائے۔ تو حجاب دُور نہیں ہوتا۔ جب درود پڑھ لیا جاتا ہے تو وہ حجاب دور ہو کر دعا قبول ہوتی ہے اگر نہ پڑھا جائے تو دعا قبول نہیں ہوتی

(۷) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ پورا اجر پائے تو وہ ہم سب اہل بیت پر درود پڑھے۔ تو یوں کہے:۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَ بَرَکَاتِكَ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَ اَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

(۸) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص میری قبر پر حاضر ہو کر مجھ پر درود پڑھے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کا درود مجھ تک پہنچانے کے لئے ایک فرشتہ کو متعین فرما دے گا۔ اور اس کا یہ فعل اسکی دنیوی و اخروی بھلائیوں کے لئے کافی ہوگا۔ اور قیامت کے دن میں اس کا گواہ یا شفیع ہونگا"

(۹) ترمذی نے بواسطہ صالح مولیٰ التوأمہ ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے اور اسکی تحسین فرمائی ہے۔ کہا فرمایا رسول اللہؐ نے اگر کسی مجلس میں کوئی گروہ جمع ہوا اور اس نے خدا کا ذکر نہیں کیا۔ مجھ پر درود نہ پڑھا تو وہ صحبت بیکار و لغو ہے۔ خدا تعالےٰ کی مرضی ہے کہ قیامت کے دن خواہ اُن لوگوں کی لغزش معاف فرمائے یا مواخذہ کرے۔

(۱۰) اعزا ابو مسلمؓ سے روایت ہے۔ کہ میں شاہد ہوں ابو ہریرہؓ و مسعودؓ کا اس امر میں کہ وہ دونوں رسول اللہؐ کے اس امر کے شاہد تھے کہ کوئی قوم ایسی نہیں ہے جو خدا کا ذکر کرتی ہو اور فرشتے اس کو گھیر نہ لیں اور رحمت ڈھانک نہ لے اور اس پر سکینہ نازل نہ ہو اور خدا اپنے مقربین سے اس کا ذکر نہ فرمائے۔

(۱۱) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کوئی قوم یا جماعت کسی جگہ نہیں بیٹھتی کہ اس نے وہاں بیٹھ کر خدائے پاک کا ذکر نہ کیا ہو یا رسول اللہؐ پر درود نہ پڑھا ہو۔ مگر یہ امر قیامت کے دن ان کی حسرت کا باعث ہوگا۔ (پڑھنے والوں کے مراتب دیکھ کر اگرچہ وہ دوسرے نیک اعمال کی جزا میں جنت ہی میں کیوں نہ داخل ہوگئے ہوں)

(۱۲) قاضی اسمٰعیل ابن اسحٰقؒ کی روایت ہے اور وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر درود پڑھا کرو۔ اس لئے کہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری پاکیزگی اعمال کا باعث ہے اور فرمایا کہ مجھے وسیلہ حاصل ہونے کی خدائے پاک سے دعا کیا کرو۔ وسیلہ جنت کے ایک اعلےٰ درجے کا نام ہے جو ایک انسان کے لئے مخصوص ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ انسان میں ہی ہوں گا۔

(۱۳) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ انبیاء اللہ و مرسلین پر درود پڑھا کرو۔ کیونکہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ اسی طرح انہیں بھی مبعوث فرمایا تھا۔ ان سب پر خدا کا درود و سلام ہو۔

(۱۴) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خاک پڑے اس شخص پر جس کے سامنے میرا ذکر آجائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(۱۵) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے۔ اپنے گھروں کو تم قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر پر میلہ نہ لگانا۔ البتہ مجھ پر درود پڑھنا۔ تم جہاں کہیں بھی ہوگے۔ مجھے پہنچ جائے گا۔

(۱۶) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

خدا تعالیٰ کے فرشتوں میں سے بعض ایسے ہیں جو چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ جب یہ کسی ایسے مجمع پر گذرتے ہیں۔ جس میں خدا کا ذکر کیا جاتا ہو تو آپس میں کہتے ہیں کہ یہاں ٹھیرو پس جب جلسہ والے کوئی دعا مانگتے ہیں۔ تو یہ آمین کہتے ہیں اور جب وہ درود پڑھتے ہیں تو یہ بھی درود پڑھنے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب جلسے والے اپنے مشغلہ سے فارغ ہو جائیں تو یہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ کیسے خوش قسمت ہیں جو اپنے گھروں کو ایسی حالت میں واپس جائیں گے۔ کہ اُن کے گناہ بخش دیئے ہوں گے۔

(۱۷) ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان یا کوئی انسان مجھ پر سلام عرض کرتا ہے تو سلام کا جواب دینے کے لئے میری روح کو جسم کی جانب پھیر دیا جاتا ہے۔

(۱۸) ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی انسان مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے تو میں سنتا ہوں اور جب دُور سے پڑھتا ہے تو مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

(۱۹) سہل ابن سعد رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بے وضو نماز پڑھے۔ اس کی نماز ادا نہیں ہوتی اور جو بغیر بسم اللہ کہے وضو کرے اس کا وضو نہیں ہوتا اور جو نماز میں رسول اللہ پر درود نہ پڑھے اس کی نماز بھی نہیں ہوتی اور جو انصار کو دوست نہ رکھے۔ اس کی بھی نماز نہیں ہوتی

(۲۰) سہل ابن سعد رضؓ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ اس موقعہ پر میں اور ابوطلحہ رضؓ دونوں موجود تھے۔ ابوطلحہ رضؓ نے آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آج چہرہ مبارک پر مجھے خوشی کے کچھ آثار معلوم ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں بے شک۔ بات یہ ہے کہ ابھی جبرئیل ؑ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا اے محمد ﷺ! جس نے آپ ﷺ پر ایک بار درود شریف پڑھا۔ خدا تعالیٰ اس کی بدولت اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں ثبت فرمائیگا اور دس گناہ اس کے معاف فرمائے گا۔ اور دس درجے بڑھائے گا۔

(۲۱) عبداللہ ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر درود نہ پڑھے وہ مسلمان نہیں ہے

(۲۲) ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن وہ لوگ مجھ سے زیادہ قریب ہوں گے جو مجھ پر زیادہ درود پڑھتے ہیں

(۲۳) انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص دن میں مجھ پر ہزار بار درود پڑھے۔ وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے گا۔

(۲۴) انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ دو دوست آپس میں ملتے وقت رسول اللہ پر درود پڑھیں اور اُن کے جدا ہونے سے پیشتر گذشتہ و آئندہ کے گناہ اُن کے معاف نہ کر دیئے جائیں۔

(۲۵) ابی ابن کعب رضؓ سے روایت ہے۔ کہ جب چوتھائی رات گذر جاتی تھی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر بطور وعظ و تذکیر ارشاد فرماتے تھے کہ اے لوگو! خدا کو یاد کرو۔ اے لوگو! خدا کو یاد کرو۔ کپکپا دینے والی آ رہی ہے۔ اور اس کے پیچھے اس سے بھی زیادہ سختی ہے موت اپنا ساز و سامان لئے ہوئے آ گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ پر درود بہت پڑھا کرتا ہوں۔ اس میں سے کتنا حضور ﷺ کے لئے مقرر کر دوں (یعنی اپنی فلاح کی غرض سے جو درود پڑھتا ہوں۔ اس میں سے کس قدر حضور ﷺ کے لئے مخصوص کر دوں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جتنا تو چاہے میں نے عرض کیا چوتھائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تو چاہے اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا نصف۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جتنا تو چاہے اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے میں نے عرض کیا دو ثلث۔ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تو چاہے اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ اس وقت میں نے عرض کیا سب اپنا درود حضور ﷺ ہی کے لئے خاص کر دوں۔ تب فرمایا کہ البتہ تیرا یہ فعل تیری سب فکریں دُور کرنے کے لئے کافی ہوگا۔ اور تیرے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(۲۶) اوس بن اوس رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ تمہارے سب دنوں میں بہتر دن جمعہ ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم ؑ کو پیدا کیا اور اسی دن ان کو دنیا سے اٹھایا۔ اسی دن نفخ صور ہوگا اور اسی دن کڑک واقع ہوگی۔ تم اس دن مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو۔ اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہونے والا ہے صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ پر ہمارا درود کس طرح پیش کیا جائے گا۔ حالانکہ جسد مبارک بوسیدہ ہو گیا ہوگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو زمین کے کھانے سے حرام کر دیا ہے

(۲۷) ابوالدرداء رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو۔ یہ ایسا دن ہے کہ فرشتے اس میں حاضر ہوتے ہیں کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر درود پڑھے اور اس کا درود پڑھنا مجھ پر پیش نہ کیا جائے۔ جب تک کہ وہ پڑھنے سے فراغت حاصل نہ کر لے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا آپ ﷺ کی رحلت کے بعد بھی ایسا ہی ہوگا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اجساد انبیاء علیہم السلام کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے۔ خدا کا نبی زندہ ہے۔ اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔

(۲۸) محمد بن یوسف العابد اعمش سے روایت کرتے ہیں۔ اعمش بن ابن وہب سے کہ مجھ سے ابن مسعود رضؓ نے فرمایا۔ اے زید! جب جمعہ واقعہ ہو تو تم اس دن رسول اللہ ﷺ پر ہزار مرتبہ درود پڑھنا ترک نہ کرنا۔ اور یوں کہنا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ (اے اللہ نبی اُمّی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیج)۔

(۲۹) حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص میرے نام کے ساتھ کسی کتاب میں درود (صلی اللہ علیہ وسلم یا اسی قسم کا دوسرا جملہ) لکھتا ہے۔ جب تک میرا نام اس کتاب میں قائم رہیگا اس پر صلوٰۃ جاری رہے گی۔

(۳۰) ابو قیس عمرو بن عاص کے غلام کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن عمرو رضؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود پڑھیگا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر بار اس پر صلوٰۃ بھیجیں گے۔ خواہ اس میں کمی کرے یا بیشی (یہ اس کی توفیق ہے)۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

بچوں کا صفحہ

از قاضی عبدالحفیظ مبارکپوری مدرس کالونی سکول رحیم یارخان

قرآن مجید کا احترام کرنا ہمارا فرض اوّلین ہے

ہم مُسلماں ہیں ہمارا رہنما قرآن ہے
اس میں جو کچھ ہے وہ اپنا دین ہے ایمان ہے

عزیز نونہالو! آج کی فرصت میں ایک مشہور بادشاہ کا واقعہ پیش کر کے واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس بادشاہ کے دل میں قرآن مجید کا احترام کس قدر بھرا ہُوا تھا اور اس نے قرآن مجید کی تعظیم و تکریم کس طرح کی تھی؟

غالباً آپ تاریخ کی کتابوں میں اس مشہور بادشاہ کا نام پڑھ چکے ہوں گے اور اس کی شخصیت سے متعارف ہو چکے ہوں گے۔ اس کا نام محمود تھا جو ایک مشہور بادشاہ گزرا ہے۔ وہ غزنی کا رہنے والا تھا۔ ہندوستان پر اس نے سترہ حملے کیئے تھے۔ اس کی زندگی کا ایک بہت مشہور واقعہ ہے کہ ایک شب وہ اپنے کمرے میں سونے جا رہا تھا کہ اتفاق سے طاق پر نگاہ پڑی۔ دیکھا تو قرآن مجید رکھا ہوا تھا۔ اب کیا کرے۔ اگر ادھر پاؤں پھیلا کر سوتا ہے تو کلام پاک کی بے ادبی ہوتی ہے۔ سوچا کہ چارپائی کا رُخ بدل لوں تاکہ بے ادبی بھی نہ ہو اور آرام بھی کر لوں۔ چنانچہ یہ سوچ کر اٹھا اور چارپائی کا رُخ بدل دیا۔ اب سونے چلا تو پھر دل میں خیال آیا۔ کہ یہ بھلا کب مناسب ہوگا کہ میرے کمرے کے اندر تو اللہ کا فرمان رکھا ہو اور میں اس کو پڑھ کر سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی بجائے خواب غفلت میں پڑا سوتا رہوں۔ سوچا لاؤ۔ اسے (قرآن) اٹھا کر پاس والے کمرے میں رکھ آؤں اور پھر آ کر آرام سے نیند کروں۔ اس سے بے ادبی کا اندیشہ بھی نہ ہوگا اور رات بھی آرام سے بسر ہو جائے گی۔ اس خیال کا آنا تھا کہ بادشاہ پر کپکپی طاری ہو گئی اور وہ کانپنے اور تھرتھرانے لگ گیا۔ سوچا یہ کتنی بڑی بے ادبی اور گستاخی ہو گی۔ کہ محض اپنے آرام و سکون کی خاطر اللہ پاک کے پاک کلام کو اپنے کمرے سے ہٹا دوں اسی پس و پیش اور غور و تدبر میں سلطان رہ گیا۔ نہ ہٹانے بنی نہ سوتے۔ ساری رات اسی طرح بے آرام ہو کر آنکھوں میں کاٹ دی۔

آیئے! ذرا اس واقعہ کے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھ لیں کہ ہم قرآن مجید کا احترام کس قدر کر رہے ہیں اور اس کی عظمت و برتری ہمارے دلوں میں کس قدر سمائی ہوئی ہے۔

آج ہم قرآن پاک سے بیزار ہو رہے ہیں۔ بلکہ کوسوں دُور بھاگ رہے ہیں۔ قرآن مجید سے جس قدر ہم غفلت و بے پرواہی برت رہے ہیں۔ وہ روز روشن کی طرح سب پر عیاں ہے۔ اب اس بے توجہی کو بیان کرنے سے آنکھیں اشکبار ہونگی اور دل پاش پاش ہونگے کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج ہمیں فلمی گانے یاد ہیں۔ عشقیہ غزلیں حفظ ہیں۔ بیہودہ اور فضول اشعار بر زبان ہیں۔ رات بھر میں بڑے بڑے ضخیم ناول اور بُرے بُرے فلمی رسالے بھی پڑھ لیتے ہیں۔ اگر نہیں پڑھتے تو قرآن۔

آج آٹھویں یا دسویں کا طالب علم پہلا پارہ ناظرہ بھی نہیں پڑھ سکتا۔ یہ اس لئے کہ قرآن کی طرف توجہ نہیں رہی۔ قرآن مجید کے نہ پڑھنے سے ہمارے دل کی بستیاں ویران و برباد ہو چکی ہیں۔ افسوس ہم نے قرآن کریم کا دامن چھوڑ دیا جو ہمارے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم مسلمان ذلیل و خوار ہیں ؎

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

یاد رکھیئے دنیا کے اندر قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کا آج تک ایک حرف بھی نہیں بدل سکا اور جس کی زبر۔ زیر۔ پیش میں بھی ردوبدل نہیں ہوا۔ ع
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا۔

عزیز بھائیو! قرآن کا بڑا رتبہ ہے۔ اس کے ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ یعنی اگر آپ لفظ الحمد پڑھیں تو ۵۰ نیکیاں مل جائیں گی۔ واقعی اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ جن کی زندگی کی گاڑی جہنم کی لائن پر سرپٹ دوڑتی جا رہی ہوتی ہے۔ قرآن مجید کانٹا بدل کر ان کی زندگی کی گاڑی کو جنت کی لائن پر چلا دیتا ہے۔

یعنی قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ہمیں راہِ راست پر لانے کی ضامن ہے۔ اس لئے چاہیئے اس کتاب کی حد درجہ تعظیم کی جائے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان جب تک قرآن مجید پر عمل نہ کرے۔ اتنے تک نہ وہ خود سدھر سکتا ہے اور نہ اس کا مستقبل سنور سکتا ہے۔ بقول حضرت مولانا احمد علی صاحب انسان صحیح معنوں میں انسان تب بنتا ہے جب اس پر قرآن مجید کا رنگ چڑھتا ہے۔

بھائیو! کلام الٰہی میں بڑا اثر ہے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ جو ابھی تک اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے گھر سے حضورؐ کو قتل کرنے کا ناپاک ارادہ کر کے تلوار لے کر نکلے۔ راستہ میں کسی نے اطلاع دی کہ اپنے گھر کی تو خبر لو۔ بہن مسلمان ہو چکی ہے۔ جب آپ اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ تو دروازہ بند تھا اور بہن اور بہنوئی دونوں ایک اور صحابی سے قرآن پڑھ رہے تھے۔ دروازہ پر دستک دی۔ تیسرے صحابی کو چھپا کر بہن نے دروازہ کھولا۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو۔ یہ کہکر بہن اور بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا۔ عمرؓ جو چاہو کر لو۔ اب اسلام کا نشہ اُتر نہیں سکتا۔ اس فقرے نے جادو کا سا اثر کیا۔ بہن سے کہا جو تم پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ۔ سُورہ طٰہٰ کی چند آیات کو سُنا۔ اُسی وقت بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد بارگاہ نبوّتؐ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

بھائیو۔ کلام پاک کو باوضو پڑھا کرو۔ شوق و محبت سے پڑھا کرو۔ جتنا ذوق و شوق سے قرآن مجید کو پڑھو گے۔ اتنا ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے سے نجات اور چھٹکارا ملے گا۔

دُعا۔ بارگاہ رب العزت میں دُعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں اپنے کلام پاک کا شیدائی و فدائی بنائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

میں رہوں یا نہ رہوں پر یہ دعا ہے دل کی
دین اسلام رہے عظمت قرآن رہے

قرآن پڑھو —— قرآن سمجھو ——
اور قرآن پر عمل کرو

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ محکمہ جیل مغربی پاکستان

۶۰۴۷
رجسٹرڈ ایل

منظور شدہ محکمہ تعلیم ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶/۲۱ ۱۶۳ ۔ مورخہ ۳ر مئی سنہ ۱۹۵۶ء
۲۔ پشاور " " " " T.B.C. ۲۷۳/۲۴۸۱ مورخہ ۷ر ستمبر سنہ ۱۹۵۶

بقیہ شذرات صفحہ ۲ سے آگے:۔

حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت قبلہ کی صحت اب بالکل ٹھیک ہے اگرچہ ابھی تک کمزوری بہت ہے۔ لیکن آپ ۱۷ر جنوری سنہ ۱۹۶۰ء کو ہسپتال سے گھر تشریف لا چکے ہیں اور اپنے معمولات میں حسب سابق مصروف رہنے لگے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد جلد صحت کلی عطا فرمائے اور بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری یہ بھی دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ان سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے

فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔